اخلاص نیت اور صحت عمل

ہمارے کاندھوں پر اللہ کے رسولوں اور نبیوں کی نیابت کا مقدس بوجھ ہے اور ہمارے سامنے حق کی شہادت اور امت مرحومہ کی احیاء وتجدید کا عظیم الشان کام ہے۔ حیف ہے، اگر ایک ایسے مقدس اور پاک کام میں بھی اپنی نیتوں کو پاک نہ رکھ سکیں اور اغراض واہوا کی ایک ادنیٰ کدورت بھی ہمارے دلوں کو ملوث کر سکے۔ پس، ہر حال میں پہلا کام تصحیح واخلاص نیت کا ہے، جب تک اس اولین منزل سے قدم کامیاب نہ گذر جائیں گے، فوز وفلاح کی کوئی منزل رونما نہیں ہوسکتی۔

دوسری شرط اس ارادہ کی صحت عمل ہے، صحت عمل سے یہ مقصود ہے کہ جب ارادہ واعتقاد صحیح ہوگیا تو اب اس کو فعل میں لانے کے لئے جو طریقے اختیار کیے جائیں وہ نہج حق وصواب پر ہوں، یعنی ہر طرح کی گمراہی، کجروی اور کمزوری ونقائص سے محفوظ ہوں۔

(مولانا ابوالکلام آزادؒ)

جمادی الآخر ۱۴۳۳ھ / مئی ۲۰۱۲ء

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

بدل اشتراک...... فی شمارہ: 15 روپے • سالانہ: 150 روپے

• ڈیزائن کمپوزنگ: رضی الرحمٰن

پتہ

دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی ۱۴-۱۵، چونا والا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو، ایل. بی. ایس مارگ، کرلا ویسٹ ممبئی-۷۰

Office Subai Jamiat Ahlehadees Mumbai

14-15,Chunawala Compound, Opp.BEST Bus Depot,L.B.S. Marg,Kurla(w)Mumbai-70

email:ahlehadeesmumbai@hotmail.com

فون: 022-26520077 فیکس: 022-26520066

Printed By:Rose Art.8080429084

نگارشات

حلقۂ قرآن

اتحاد......وقت کی اہم ضرورت

● سعید احمد بستوی

﴿وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ وَاذْكُرُواْ نِعْمَتَ اللّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاء فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَاناً﴾ (آل عمران:۱۰۳)

مندرجہ بالا آیت کریمہ مسلمانوں کو بنیان مرصوص بن کر رہنے کا حکم دیتی ہے اور ان کے مابین اتفاق، اتحاد، محبت اور اخوت کی روح پھونکتی ہے، کلمۂ توحید کے ہر اقراری کو چاہئے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے سب مل کر پکڑیں کہ تادم واپسی رسی چھوٹے نہیں، مسلمان وہ ہے جو فقط حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہے حبل اللہ اور دین اسلام عبارت ہے قرآن وسنت سے جیسا کہ نبی کریم محمد ﷺ نے فرمایا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں جب تک تم ان دو (ہی) کو مضبوطی سے تھامے رہوگے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے (وہ دو چیزیں) اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق دین اسلام صرف قرآن وحدیث کا نام ہے اور یہی اللہ کی رسی ہے اسے ہی مضبوطی سے پکڑنے کا حکم قرآن مجید میں دیا جارہا ہے جب اس رسی کو مضبوطی سے تھامے رہیں گے فرقہ بندیوں سے بچے رہیں گے۔ ولا تفرقوا، قرآن وحدیث کے اعتصام کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف ہاتھ بڑھا کر متفرق نہ ہونا تمہارے لئے صرف اور صرف قرآن وحدیث کافی ہے ایک ہاتھ میں قرآن دوسرے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان عالیشان بس ان دو چیزوں کے سوا تیسری چیز ہرگز نہیں پکڑنا امتیوں کے اقوال وفرامین، مسائل مخترعہ اور معتقدات (بلا دلیل) ہرگز نہ قبول کرنا، اگر کسی کلمہ گو نے یہ روش اختیار کی تو امت میں رخنہ اندازی اور فرقہ بندی وانتشار کی راہ اس نے ہموار کی۔

آج امت مسلمہ میں مختلف ٹولیاں اور فرقے کیوں پیدا ہوگئے ہیں؟ اس لئے کہ انہوں نے کتاب وسنت کو کافی نہیں سمجھا حبل اللہ کو چھوڑ کر حبال الناس کے پابند ہوگئے شارع علیہ السلام کی اطاعت کے بجائے امتیوں کے اقوال وآراء کی طرف اپنی توجہ مبذول کرلیا اللہ اور رسول کے مقابلے میں درجنوں احبار ورہبان لا بیٹھائے اور اسلام کی وحدت کو پارہ پارہ کیا، علماء سوء کی خانہ ساز امامت اور مشائخ نفس کی تجارتی قیادت نے اسلام میں بہت سی راہیں نکالیں جن پر فرقہ بندیوں کی بنیاد رکھی گئی اور وہ تیز گام ہوگئے اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو سر پھٹول، مذہبی خانہ جنگی اور فرقہ بندی کی لعنت سے دور رہنے کی تلقین فرمائی کہ کبھی اس سے جدا نہ ہونا اور جب امت نے قرآن وحدیث سے بے اعتنائی برتی، جدائی اختیار کی تو ذلیل وخوار ہوئے، ظالموں کا مشق ستم بنے، ذلت وخواری نصیبہ بن گئی، دنیا کی نگاہوں میں حقیر وکمتر ہوگئے اور جب ملت اسلامیہ متحد رہی تو عروج واقبال نصیب ہوا یہ اللہ کی بہت عظیم نعمت ہے جو اتحاد ومحبت، اخوت کی بنیاد پر قائم ہے جیسا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا: ﴿واذکروا نعمة الله

علیکم﴾ اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جب تم (قبل اسلام) ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں (اسلام کی برکت سے) الفت ڈال دی اور تم اس کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے قبل از اسلام زمانۂ جاہلیت میں لوگ فرقوں، گروہوں، قبیلوں مختلف قسم کی ٹکڑیوں میں بٹے ہوئے تھے، نخوت وعصبیت ان کے دلوں میں گھر کر چکی تھی، ایک قبیلہ دوسرے قبیلے پر شب خون مارتا لوگ انتقام کی آگ میں جلتے رہتے تھے سالہا سال ایک دوسرے سے برسر پیکار رہتے تھے طاقتور کمزور کو ہمیشہ ستاتا اور غلام بنائے رکھتا تھا لیکن جب وہ بادیہ نشین اونٹوں کے چرواہے مشرف بہ اسلام ہوئے اور انہوں نے رسالت کے ہاتھوں توحید کا جام پیا، وحدت ملت کو سمجھا، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور شاہراہ اسلام پر آگئے تو صدیوں کے منتشر ومتفرق جانی دشمن محبت واخوت کے پیکر بن گئے، ایک روح دو قالب ہو گئے، محفل یاراں میں ریشم کی طرح نرم ہو گئے، تمام ذرے مل کر مہر مواخات بن گئے جس کی ضیاء بار کرنوں سے ساری کائنات جگمگا اٹھی، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا ایسا خیر خواہ بھائی بن جاتا ہے کہ اس کی اخوت اسلامی کے سامنے آپس کے خون کے رشتے حقیر ہو کر رہ جاتے ہیں، وہ محبت کی فضا میں رہتا اور اخوت کی فضا میں سانس لیتا ہے اور ایک مسلمان سے حسد، بغض، کینہ، عدوات اور دشمنی کو حرام سمجھتا ہے۔ دور حاضر میں مسلمانوں پر افتراق کی نحوست اور نکبت طاری ہے، علماء سوء نے انہیں فرقہ بندی کا جام پلا کر ایسا مدہوش کر دیا ہے کہ اللہ کی رسی ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئی ہے کتاب وسنت کی آواز ان کے کانوں پر بار ہے اور وہ مدہوش گم کردہ قیادت کے پیچھے دوڑ رہے ہیں قیادت انہیں مختلف شاہراہوں پر لے جا رہی ہے اور افتراق وانتشار کی محفلیں آراستہ ہوتی ہیں ایک دوسرے کے خلاف نفرت کے جذبات کا اظہار ایسا ہوتا ہے کہ سننے والے پر بغض وعناد اور حسد وعداوت کا ایسا نشہ چڑھ جاتا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو غیر کی نظر سے دیکھتا ہے، ایک دوسرے کو سلام تک کرنا گوارہ نہیں، فرقہ سازوں نے انہیں ایک دوسرے سے برگشتہ کر کے فاصبحتم بنعمته اخوانا کی مالا مال دولت سے کنگال بنا کر رکھ دیا ہے اور ان سے فالف بین قلوبکم کا لبادہ چھین کر عریاں کر دیا ہے۔

افسوس صد افسوس محبت پیار، اسلامی اخوت ان کے درمیان سے اٹھ چکی ہے، ٹھہر کر غور کریں کہ آخر یہ لعنت دوبارہ کیسے در انداز ہوئی جس نے ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے کو تیار نہیں، نخوت وعصبیت نے ان کے دلوں میں گھر کر لیا تو معلوم ہوگا کہ ساری مصیبت وآفت فرقہ بندیوں کی وجہ سے آپہنچی ہے۔

"اے رسول جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور ہو گئے فرقے فرقے تیرا ان سے کوئی سروکار نہیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ رسول ﷺ کا فرقہ بندیوں سے کوئی علاقہ نہیں جب آپ کا تعلق اس سے نہ رہا تو فرقے بھی امت محمدیہ سے خارج ہو گئے۔

لوگو! فرقہ بندیوں سے اوپر اٹھو توبہ کرو جاہلیت کے شکار نہ بنو، امتیوں کے بنائے طریقوں سے باز آؤ، اقوال رجال وآراء سے دلوں کو پاک کرو، صرف اور صرف کتاب وسنت کے مسلک کو اختیار کر و ملت اسلامیہ وحدت کو منتشر نہ کرو۔

ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبیں
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے

سلسلۂ حدیث

ازالۂ منکرات اور اس کے مراتب

● [illegible]

عن ابو سعید الخدری سمعت رسول اللہ ﷺ قال: من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان (مسلم، کتاب الایمان باب کون النہی عن المنکر من الایمان)

راوی حدیث: مذکورہ حدیث کے راوی سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن الابجر بن عوف ابن الحارث بن الخزرج انصاری خزرجی ہیں، جن کی کنیت ابو سعید خدری ہے۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۲/۸۵-۸۶) انصار کے ایک قبیلہ خدرہ کی جانب نسبت کر کے خدری کہلائے۔ (الکنی والاسماء از امام مسلم ابن الحجاج ۱/۳۵۳، حاشیہ ۲) بیعت عقبہ کے بعد جب مدینہ میں اسلام کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا اور انصار خود داعی اسلام بن کر اپنے قبیلوں میں توحید کا پیغام پہنچانے لگے اسی زمانہ میں یہ بھی مشرف باسلام ہوئے۔ (سیر انصار ۱/۲۱۱)

غزوۂ احد میں چھوٹے ہونے کی وجہ سے واپس کر دیئے گئے، اس کے بعد بارہ غزوات میں رسول ﷺ کے ساتھ شریک رہے، انہیں کثرت سے حدیثیں یاد تھیں، ان سے مروی حدیثوں کی تعداد ۱۱۷۰ ہے، جن میں سے ۴۶ متفق علیہ ہیں اور ۱۶ کی روایت کرنے میں امام بخاری اور ۵۲ کی روایت کرنے میں امام مسلمؒ منفرد ہیں، صحابہ وتابعین کی ایک کثیر تعداد نے ان سے حدیثیں روایت کی ہیں، نوعمر صحابہ میں سب سے زیادہ فقیہ تھے، ان کا شمار اجلۂ صحابہ میں ہوتا تھا، حنظلہ بن ابی سفیان اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابو سعید الخدریؓ رسول اللہ ﷺ کے نوعمر صحابہ میں سب سے زیادہ فقیہ تھے، خطیب نے کہا ان کا شمار افاضل صحابہ میں ہوتا تھا۔

۷۴ھ میں ۸۶ سال کی عمر میں مدینہ کے اندر وفات پائی۔ بقیع میں دفن کئے گئے۔ (الاصابہ ۲/۸۵-۸۶، تقریب التہذیب ۱/۲۸۹، تذکرۃ الحفاظ ۱/۴۴)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ نے کہا میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی ایک برائی دیکھے تو وہ اسے اپنے زور بازو سے مٹانے کی کوشش کرے لیکن اگر اس میں اتنی قوت نہ ہو تو زبان سے برا کہے اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکے وہ اسے اپنے دل میں برا جانے یہ ایمان کا سب سے ضعیف وکمزور درجہ ہے۔

تشریح: منکر معروف کی ضد ہے، ہر وہ چیز جس کی شریعت نے مذمت کی ہو جسے حرام قرار دیا ہو اور جس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہو اسے منکر کہتے ہیں۔ (لسان العرب: ۵/۲۳۳)

یہ حدیث بتاتی ہے کہ قانون الٰہی کے منشاء اور احکام کے خلاف جہاں کوئی ایک برائی بھی نظر آئے معاً ہر شخص پر لازم ہے کہ اس کے ازالہ کی کوشش کرے۔ سب سے پہلے تو اپنے زور بازو سے اس کے مٹانے کی کوشش کرے، یہ خصوصیت حقیقی ایمانداروں کی ہوگی لیکن جس میں اتنی طاقت نہ ہو وہ زبان سے برا کہے اور برائی کے خلاف بہ آواز بلند احتجاج کرتا رہے۔ اس مذاق کے لوگ ایک طرح ناقص الایمان سمجھے جائیں گے، جس

سے یہ بھی نہ ہو سکے وہ کم از کم اپنے دل میں ہی اس آگ کو سلگاتا رہے یہ ایمان کا بالکل آخری اور بہت ہی ضعیف و کمزور درجہ ہے لیکن جو طبیعتیں اتنا احساس بھی نہ رکھتی ہوں ان میں بہ ظاہر فرائض کی خواہ کتنی ہی پابندی موجود ہو مگر یقین کر لینا چاہئے کہ ایمان سے ان کو مطلق سروکار نہیں مگر یاد رہے ازالۂ منکرات ومفاسد کے لئے دل میں کڑھنے اور زبان سے نالہ وفریاد کرنے کی صورتیں اسی وقت تک کے لئے ہیں جب تک کہ ان سے کشود کار ممکن ہو، اس کے علاوہ اور بہت سی آیات واحادیث موجود ہیں جو ازالۂ منکرات کی تلقین کرتی ہیں۔

لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ حدیث کو بار بار بنظر غائر دیکھیں، اس کے مفہوم پر غور کریں اور ہر وقت جو مفاسد ومنکرات معاشرہ اور سوسائٹی کے اندر پھیل کر جڑ پکڑ چکے ہیں ان کی بیخ کنی کی حتی الوسع کوشش کریں۔ کیونکہ معصیت الٰہی کا ارتکاب ہوتے ہوئے دیکھنا اور پھر اسے روکنے کی کوشش نہ کرنا بھی جرم ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی گرفت ہو سکتی ہے، ارشاد ربانی ہے: ''اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص کر صرف ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں سے ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔'' (سورہ انفال: ۲۵)

اور حضرت زینب بنت جحشؓ سے روایت ہے کہ ''ایک دن رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے آپ کا چہرہ سرخ تھا اور آپ کہہ رہے تھے لا الٰہ الا اللہ عرب کے لئے اس آفت سے خرابی ہے جو نزدیک ہے، آج یاجوج وماجوج کی آڑ اتنی کھل گئی اور اپنے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی کا حلقہ بنایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم تباہ ہو جائیں گے ایسی حالت میں جب کہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جب برائیاں زیادہ ہونے لگیں۔ (بخاری، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ ویسألونک عن ذی القرنین، مسلم، کتاب الفتن، باب اقتراب الفتن)

نیز عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: یہ بات کہی جاتی تھی کہ اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے مرتکب گناہ کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب میں نہیں مبتلا کرتا ہے لیکن جب علی الاعلان منکرات کا ارتکاب کیا جانے لگے اور لوگ روکیں تو سب کے سب سزا کے مستحق ہوتے ہیں۔ (مسند احمد: ۱۹۲/۴، مجمع الزوائد: ۲۶۷/۷، ۲۶۸) یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن مسلم کی روایت سے اس کے معنی کی تائید ہوتی ہے۔

اور یہودیوں کی مذموم خصلت منکر کو دیکھ کر منع نہ کرنے کی تھی جس کی بنا پر اللہ کی جانب سے لعنت کے شکار ہوئے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُوْدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾ (سورۃ المائدہ: ۷۸-۷۹) بنی اسرائیل کے کافروں پر (حضرت) داؤد (علیہ السلام) اور (حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی زبانی لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے، آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے روکتے نہ تھے، جو کچھ بھی یہ کرتے تھے، یقیناً وہ بہت برا تھا۔

آج جبکہ علی الاعلان منکرات کو انجام دیا جا رہا ہے اگر ہم نے اپنے اندر ایمانی جذبہ پیدا نہیں کیے اور مروجہ برائیوں کو ختم کرنے کے درپہ نہیں ہوئے تو یہ بعید نہیں کہ ہم پر بھی اللہ کا مذکورہ قول صادق آجائے اور بنی اسرائیل کی طرف ہماری حالت بھی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ پختگی ایمان عطا فرمائے اور ایسا زور بازو دے کہ ہم منکرات کا سد باب کر سکیں۔ آمین

لمحات

ایک لمحۂ فکریہ

● اداریہ

اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے جہاں بہت سے فتنوں کی خبر دی ہے انہیں میں سے ایک فتنہ یہ بھی بتایا کہ کچھ لوگ میری حدیث وسنت کی ضرورت کا انکار کریں گے، کہیں گے ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے، ایسے لوگوں سے خبردار رہنا ان کے گمراہ کن خوشنما دعوی "حسبنا کتاب اللہ" کے اثر میں نہ پڑ جانا یعنی اس سے ظاہراً قرآن کی اہمیت وکفایت کی بات ثابت کریں گے اور ایسا تاثر پیدا کرنے کی کوشش کریں گے کہ اگر ہم نے یہ تسلیم نہ کیا کہ قرآن ہمارے لئے کافی ہے تو قرآن اور دین کا تصور صحیح نہیں ہوگا۔ آپ نے ایسے افکار وخیالات کو غلط کہا آپ نے فرمایا مجھے اللہ نے کتاب اللہ کے مثل حکمت وسنت عطا فرمائی ہے جو قانون اور حکم شریعت ہونے میں قرآن کے برابر ہے جسے وحی کا درجہ حاصل ہے فرق یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے آسمانی وحی ہے اور نبی کی سنتیں بھی وحی ہیں جو اللہ کی مراد ہیں۔ قرآن کی تفسیر وشرح ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے بڑی وضاحت سے فرمایا ہے:

﴿وَاَنزَلْنَآ اِلَیکَ الذِّکرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیھِم﴾ (سورۃ النحل:۴۴) یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کردیں۔

احادیث وسنت کی حجیت ودلیل ہونے میں شک کا فتنہ اتنا خطرناک ہے اگر اس کا تدارک نہ ہو اور شبہات میں مبتلا ذہن صاف نہ ہو جائے تو یہ ایک دن مسئلہ انکار قرآن واسلام تک پہنچاتا ہے۔ جس عقلی تک بندی سے حدیث کی عدم ضرورت اور اس کی عدم حجیت کی بات کی جاتی ہے اور یہ باور کرایا جاتا ہے کہ کیا اللہ کی کتاب ہمارے لئے کافی نہیں کم علم اور شباب جو کبار علماء سے وابستہ ہونے کی بجائے صغار، غیر ثقہ اور غیر منہجی ذرائع سے علم حاصل کررہے ہیں وہ اس کے زیادہ شکار ہیں انہیں چند نکات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

کیا سلف صحابہ تابعین محدثین ائمہ کرام اور ان کے طریقے پر چلنے والے قرآن کو دین کے لئے کافی سمجھتے تھے اور کیا یہ ممکن ہے۔

اسی طرح کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ ہم قرآن پاک کو نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کے ہاتھ سے من وعن تسلیم کرتے ہیں کہ یہ وہی کلام الٰہی ہے جو آپ ﷺ پر نازل ہوا، آپ نے امت کو حرف بحرف پہنچادیا پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ہی کی زبان وعمل سے جو قرآن کی تفسیر وشرح اور آپ کا اسوہ ہے جو قرآن کا مطلوب ہے یہ بھی صحابہ کے ذریعے ہی امت تک پہنچا ہے، ہم اس میں شک کریں اور اسے تسلیم کرنے سے گریز کریں جب کہ سلف

وحی الٰہی کی ضمانت میں کتاب وسنت کو شامل سمجھتے تھے یعنی قرآن اور اس کی شرح دونوں محفوظ رہیں گے۔ اللہ کی ضمانت حفاظت میں دونوں داخل ہیں۔

کیا ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ صحابہ اور ان کے منہج پر چلنے والوں کا یہ طریقہ تھا کہ جو مسائل ان کے سامنے آئے اسے انہوں نے حدیث وسنت سے حل کیا اور اسے حجت شرعی تسلیم کیا جاتا تھا۔ مثلاً خلافت اولیٰ کے انعقاد کا مسئلہ ہو یا اور بہت سے مسائل جو پیدا ہوئے انہیں حدیث سے حل کیا۔

اس لئے ضروری ہے کہ حدیث وسنت کی حجیت وضرورت کا عقیدہ مضبوط رکھا جائے اس کی اصولی حیثیت کی تفہیم کی موثر کوششیں ہوں، منکرین سنت اور استشراق کے فتنوں اور ان کی چالوں پر نظر رکھ کر اس کا پردہ چاک کیا جائے۔ شباب اور دین پسند کم علم لوگ اس فتنہ کے شکار نہ ہو سکیں۔

سلف سے متوارث چلے آرہے اس اصول پر آج بھی طائفہ منصورہ قائم ہے کہ عقیدہ وعمل میں احادیث وسنن کتاب اللہ کی طرح حجت ہیں ان میں تفریق کرنے والے سلف کی سوچ اور راہِ عمل سے منحرف ہیں ان کے پاس کوئی مثال نہیں کہ صحابہ اور ان کے منہج پر چلنے والے اس نظریہ کے قائل رہے ہوں کہ حدیث قرآن کی طرح محفوظ نہیں اس سے علم شریعت حاصل نہیں ہوتا جس طرح قرآن سے حاصل ہوتا ہے بلکہ دونوں مصادر کو علم اور دلیل شرعی تسلیم کرنا ضروری ہے۔

اللھم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الآخرۃ

حجیت حدیث

حضرت ابن ابی رافع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی ﷺ سے کہ میں نہیں پاؤں تم میں سے کسی شخص کو جو اپنے تکیے پر ٹیک لگا کر بیٹھا ہوگا اور اس کے پاس میرے احکام میں سے ایک حکم آئے گا کہ میں نے اسے کرنے کا حکم دیا ہوگا یا کرنے سے روکا ہوگا تو وہ کہے گا ہم نہیں جانتے (کیونکہ) جو ہم کتاب اللہ میں پائیں گے اسی کی پیروی کریں گے۔

(ابوداؤد۔ رقم:۳۸۴۹)

رسول ﷺ نے فرمایا خبردار! عنقریب ایک شخص کے پاس میری حدیث پہنچے گی اور وہ اپنے مسند پر ٹیک لگائے ہوئے کہے گا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں ہم جو حلال پاتے ہیں اسے حلال سمجھتے ہیں اور جو حرام پاتے ہیں اسے حرام قرار دیتے ہیں۔ خبردار! اللہ کے رسول ﷺ نے جس کو حرام قرار دیا وہ اسی طرح حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

(ابوداؤد کتاب السنہ باب لزوم السنہ)

ردِّ بدعات

بدعات وخرافات کی تردید میں
تابعین اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم کا مثالی کردار

● عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی - استاد حدیث جامعہ رحمانیہ کاندیولی ممبئی

سنت رسول اکرم ﷺ کی حفاظت و پاسداری سلف صالحین کی حیات سعیدہ کا ایک درخشاں باب ہے، صحابۂ رسول ﷺ کے نقش پا پر چلتے ہوئے ان کے بعد تابعین، تبع تابعین اور ائمہ محدثین نے ان کی علمی وعملی میراث کی ترویج واشاعت کا بیڑا اٹھایا جہاں بھی رہے اور جہاں بھی گئے سنت کے محافظ اور امین رہے۔ حدیث رسول ﷺ کے برخلاف اپنی زندگی میں کسی بدعت اور نوایجاد شدہ شئی کو کبھی بھی گوارا نہ کیا اور نہ ہی اہل بدعت کی مصاحبت اور مجالست اختیار کی بلکہ ہر طرح سے ان تمام چور دروازوں کو بند کرنے کا انتظام کیا جہاں سے اصحاب اھواء اور اہل بدعات دین میں مداخلت کر سکتے تھے۔ نقوش صحابہ کے یہ محافظین اور علوم صحابہ کے یہ امین سنت کی پاسداری کا علم لے کر زندگی بھر لہراتے رہے اور دین میں ہر طرح کی کمی وزیادتی کے برخلاف برسرپیکار رہے اور محمد ﷺ کے بتائے ہوئے احکامات وتعلیمات پر عمل پیرا رہے نیز آپ کے ماننے والے اولین گروہ مقدس صحابہ کرام کی حیات وسیرت کے حقیقی آئینہ دار اور علمبردار رہے۔

جب بھی اہل اھواء اور اصحاب بدعت نے اپنی بدعات وخرافات سے دین میں مداخلت کرنے کی سازشیں کیں اور فتنوں کو جنم دیا تو فوراً ہی زبان وبیان اور سیف وسنان سے ان کے خلاف معرکہ آراء ہو گئے اور پوری زندگی ان سے لڑتے رہے، الغرض سنت اور حدیث رسول ﷺ سے سچی محبت ان کا شیوہ تھا۔ نقوش محمد عربی ﷺ ان کی زندگیوں کا طرۂ امتیاز اور ان کے عمل کا پرتو تھا۔ اپنے قلوب واذہان میں عظمت سنت اور محبت حدیث وصاحب سنت کا ایسا پختہ فکر اجاگر کیا کہ ہزاروں مصیبت آئیں مگر اس عظمت کے سامنے دم بخود رہ گئیں۔ اپنی جانوں تک کو عظمت سنت کی خاطر قربان کر دیا۔ احادیث مبارکہ مطہرہ کی بے پناہ عقیدتوں سے ان کے سینے اس قدر معمور ہوئے کہ جیل کی کال کوٹھریاں اور زنداں کے غم آگیں لمحے بھی اسے نہ دبا سکے۔ ہزاروں کی جھرمٹ میں برسرعام اپنی عقیدتوں اور وابستگیوں کا عظمت سنت کے تعلق سے اظہار فرماتے رہے۔ پیش کش ہوئی، سودے بازی کے لئے آفر آئے، لالچ اور حرص کی راہوں سے عقیدتوں کو ختم کرنے کی سازشیں ہوئیں مگر ہزار جانیں قربان، اپنی جانوں کا تو انہوں نے سودا کر لیا مگر عظمت سنت اور مقام سنت کا سودا کرنا گوارہ تک نہ کیا، حرص وہوس کی آندھیوں کے سامنے عظمتوں اور عقیدتوں کا علم لے کر تاحیات ڈٹے رہے اور اہل بدعت اور ان کی بدعتوں کی سیہ کاریوں، تباہ کاریوں اور بربادیوں کے سلسلے میں ملت کو آگاہ کرتے رہے ضرورت پڑی تو بائیکاٹ کیا اور وقت آن پڑی تو سینہ سپر ہو گئے، کتابیں لکھی گئیں، فتاوے جاری ہوئے، قلم وزبان سے اہل بدعت کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور امت کو جاتے جاتے یہ پیغام دے گئے کہ دین میں سب سے بڑا چور دروازہ اہل بدعت کی یہی فتنہ سامانیاں ہیں جن سے اہل

اسلام کو سب سے بڑا خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ذیل میں تابعین اور اسلاف امت کے حوالے سے بدعت اور اہل بدعت کے خلاف ان کے وہ زریں اقوال پیش خدمت ہیں جو آج کے دور میں اہل اسلام کے لئے رہنمائی اور روشنی کا ذریعہ ہیں۔ہمیں ان سے فیض یاب ہوکر عظمت سنت اور مقام سنت کی حفاظت و پاسداری کے لئے اٹھ کھڑا ہونا چاہئے اور ہر طرح سے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرنا چاہئے۔امید کہ عظمت صحابہ اور مقام سنت کے یہ محافظین ہمارے لئے مشعل راہ ہوں گے، اور ان کی زندگیاں ہمارے لئے اسوہ ونمونہ ہونگی۔

بدعات کی مذمت وتردید میں اقوال تابعین و آثار سلف صالحین

بدعات کی مذمت اور اہل بدعت کی مجالست ومصاحبت سے ممانعت کے سلسلے میں بے شمار اقوال وآثار تابعین عظام اور اسلاف کرام سے منقول ہیں۔ذیل میں ہم مختصراً ان کا تذکرہ کررہے ہیں تاکہ حقائق منکشف ہوجائیں اور غلط بیانیاں واضح ہوجائیں:

☆**حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا قول:** بدعات سے اجتناب ضروری ہے۔

فرماتے ہیں: میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اس کے فرامین پر عمل کرنے، سنت رسول کی اتباع کرنے اور بدعتیوں کی بدعت سے بچنے کی وصیت کرتا ہوں۔ (سنن ابی داؤد/کتاب السنہ/باب لزوم السنہ)

☆**امام محمد بن سیرینؒ کا قول:** بدعتیں سنت رسول ﷺ سے دوری کا سبب ہیں۔

فرماتے ہیں: جس نے بدعت کیا پھر وہ سنت کی طرف لوٹ نہ سکا۔(سنن الدارمی:۱/۶۱)

☆**امام سفیان الثوریؒ کا قول:** اسلاف کے نقش قدم پر چلنا اور بدعات سے بچنا لازمی ہے۔

فرماتے ہیں: غلط چیز کو چھوڑ دو، اگر تم نے ایسا کیا تو حق پر نہیں ہو، سنت پر عمل کرو، بدعتوں سے دور رہو، میں درست بات یہ سمجھتا ہوں کہ اسلاف کے نقش قدم پر چلا جائے اور فرمایا کہ مزدور، پردہ نشین خواتین اور مکاتب میں پڑھنے والے بچے جس اقرار وعمل پر ہیں اس کو اپنے لئے لازم کرلو۔(شرح السنہ للبغوی:۱/۲۱۷)

۲) **بدعت ابلیس کا پسندیدہ عمل ہے:** امام سفیان فرماتے ہیں کہ ابلیس کو بدعت معصیت سے زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ معصیت سے توبہ ممکن ہے لیکن بدعت سے توبہ ممکن نہیں۔(شرح اعتقاد اہل السنہ/اللالکائی/۱۸۸۵،حلیۃ الاولیاء/ابونعیم/۷/۲۶)

☆**محمد بن اسلمؒ کا قول:** اہل بدعت کی تعظیم وتکریم جائز نہیں۔

فرماتے ہیں کہ جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے قلعہ کو ڈھانے میں مدد کیا۔(شرح اعتقاد اہل السنہ/اللالکائی:۳/۱۳۹، حلیۃ الاولیاء ابونعیم:۵/۲۱۸)

☆**یحییٰ بن کثیرؒ کا قول:** اہل بدعت اور ان کے طور وطریقے سے دور رہنا چاہئے۔

فرماتے ہیں: جب کسی جگہ تم سے کسی بدعتی سے ملاقات ہوجائے تو تم دوسرا راستہ اختیار کرلو۔(الشریعہ للآجری:۶۴۰)

☆**فضیل بن عیاضؒ کا قول:** بدعتی اور سنی کے مابین لوہے کی مضبوط دیوار سے زیادہ پناہ گاہ ہونا چاہئے۔

فرماتے ہیں: جو کسی بدعتی کے ساتھ بیٹھے تو تم اس سے دور رہو اور جو کسی بدعتی کے پاس بیٹھے گا تو حکمت سے محروم کردیا جائے گا اور میرے نزدیک یہ زیادہ پسندیدہ ہے کہ میری اور بدعتی کے مابین لوہے کا مضبوط قلعہ ہو۔(الحلیۃ لابی نعیم:۸/۱۰۳)

☆**امام اوزاعیؒ کا قول:** (۱) بدعتی سے زیادہ بحث ومباحثہ شکوک وشبہات کو جنم دیتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ بدعتی سے بحث ومباحثہ کی زیادہ کوشش مت

کرو جس کی وجہ سے تمہارے دلوں میں فتنے (شکوک) پیدا ہو جائیں۔ (البدع والنھی عنہا القرطبی: ص ۵۲)

۲) صاحب سنت اور اہل حدیث کا مقام بہت اونچا ہے:
فرماتے ہیں کہ مجھ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی کہتا ہے میں اہل حدیث کے ساتھ بھی بیٹھتا ہوں اور اہل بدعت کے ساتھ بھی تو میں نے جواب دیا: کیا یہ آدمی حق اور باطل کے درمیان برابری پیدا کرنا چاہتا ہے۔ (حوالہ سابق)

سعید المسیبؒ کا قول: عبادت اور نیک نیتی سے انجام دیئے جانے والے اچھے کام بھی اگر سنت کے خلاف ہوں تو عذاب کا باعث ہیں: حضرت سعید ابن المسیب نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ طلوع فجر کے بعد دو رکعت سے زیادہ نماز پڑھ رہا ہے جس میں رکوع اور سجدے بھی زیادہ کرتا ہے اس آدمی نے کہا کہ اے ابو محمد! کیا اللہ تعالیٰ مجھے نماز پڑھنے پر عذاب دے گا، آپ نے فرمایا کہ نہیں نماز پڑھنے پر عذاب نہیں دے گا لیکن سنت کی خلاف ورزی کرنے پر عذاب دے گا۔ (سنن الدارمی ۱/۱۱۶، سنن البیہقی ۲/۴۶۶)

قتادۃ السدوسیؒ کا قول: بدعت اور اہل بدعت سے لوگوں کو آگاہ کرنا اور بچانا ضروری ہے۔
فرماتے ہیں کہ آدمی جب کسی بدعت کو اختیار کرے تو مناسب ہے کہ اس کی بدعتوں کو ذکر کیا جائے تاکہ لوگ بچ سکیں۔ (الآداب الشرعیہ لابن مفلح: ۱/۲۱۰)

سعید بن جبیرؒ کا قول: بدعتی عبادت گزار کی صحبت سے غیر بدعتی فاسق کی صحبت بہتر ہے:
فرماتے ہیں کہ میرا بیٹا کسی شاطر فاسق کی صحبت میں رہے جو صاحب سنت ہو تو یہ میری لئے اس بات سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ وہ کسی ایسے عبادت گزار کی صحبت میں رہے جو بدعتی ہو۔ (الابانہ الصغریٰ لابن بطہ: ۱۳۳)

عبداللہ بن المبارکؒ کا قول: بدعتی کم علم ہوتا ہے۔
فرماتے ہیں کہ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم اصاغر (چھوٹوں) سے طلب کیا جائے گا فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اصاغر سے مراد اہل بدعت ہیں۔ الزھد لابن المبارک: ۲۸۱، السلسلۃ الصحیحۃ: ۶۹۵)

اہل بدعت کی صحبت سے، بہتر فقراء و مساکین کی صحبت و ہم نشینی ہے۔
فرماتے ہیں کہ مسکینوں کے ساتھ بیٹھا کرو لیکن بدعتیوں کے ساتھ کبھی نہ بیٹھو۔ (سیر اعلام النبلاء: ۸/۳۶۸)

ابو قلابہؒ کا قول: اہل بدعت کی مجالست گمراہی کا چور دروازہ ہے۔
فرماتے ہیں: اہل بدعت کی صحبت اختیار نہ کرو اور نہ ہی ان سے بحث و مباحثہ کرو اس لئے کہ خطرہ ہے کہ وہ کہیں تمہیں اپنی گمراہی میں مبتلا کر دیں یا شکوک و شبہات میں نہ ڈال دیں۔ (سنن الدارمی المقدمہ باب اجتناب اہل الاہواء)

ابو ایوبؒ کا قول: بدعتی کی مجالست اور ہم نشینی سے دوری اختیار کرو۔
فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سعید ابن جبیر نے طلق بن حبیب کے پاس بیٹھے دیکھا تو کہنے لگے کہ کیا تم طلق بن حبیب کے پاس بیٹھتے ہو۔ طلق بن حبیب کی ہم نشینی مت اختیار کرو۔ (سنن الدارمی / المقدمہ / باب اجتناب اہل الاھواء)

قاضی ابو یعلیٰؒ کا قول: صحابہ و تابعین کا اہل بدعت کے بائیکاٹ پر اجماع ہے۔
فرماتے ہیں: کہ صحابہ اور تابعین کا اہل بدعت کے بائیکاٹ کرنے اور ان سے قطع تعلق رکھنے میں اجماع ہے۔ (ھجر المبتدع: ص ۳۲)

حسان بن عطیہؒ کا قول: بدعت سنت کے مٹانے کا ذریعہ ہے۔
فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم بدعت اختیار کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مثل سنت کو لوگوں کے دلوں سے نکال دیتا ہے اور پھر قیامت تک وہ واپس نہیں ہوتی۔ (سنن الدارمی / المقدمہ / باب اتباع السنہ ص ۹۸)

امام احمدؒ کا قول: سنت کے برخلاف بدعات کی طرف جانا ہلاکت خیزی کا باعث ہے۔

فرماتے ہیں: کہ جس سے نبی اکرم ﷺ کی حدیث کو چھوڑ دیا اور رد کر دیا۔ (بدعات کی طرف چلایا گیا) تو وہ ہلاکت کے دہانے پر پہنچ گیا۔ (الطبقات الحنابلہ: ۱۵/۲، الابانہ: ۲۶۰/۱)

بدعت سے دوری اہل سنت کا مذہب ہے: فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس اصول سنت یہ ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑا جائے اور ان کی اقتداء کی جائے اور بدعات کو ترک کر دیا جائے کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ (اصول السنۃ: ص ۲۵)

امام مالکؒ کا قول: دین میں بدعت حسنہ سمجھنا رسالت محمدیہ میں خیانت کا اقرار ہے۔ فرماتے ہیں: (۱) جس نے بدعت ایجاد کی اور اسے بدعت حسنہ خیال کیا تو گویا اس نے رسالت محمدیہ میں خیانت کا اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا﴾ چنانچہ جو زمانۂ رسالت میں دین نہیں تھا وہ آج دین نہیں ہوسکتا۔ (الاعتصام للشاطبی: ۴۹/۱)

(۲) سنت رسول اللہ ﷺ سے انحراف بدعت کا چور دروازہ ہے: امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ابوعبداللہ! میں کہاں سے احرام باندھوں، میں نے کہا کہ ذوالحلیفہ سے جہاں سے نبی اکرم ﷺ نے احرام باندھا تھا، اس آدمی نے کہا کہ میں مسجد نبوی میں قبر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باندھنا چاہتا ہوں، میں نے جواب دیا کہ تم ایسا مت کرو اس لئے کہ فتنہ میں پڑ جانے کا خوف ہے اس آدمی نے کہا کہ اس میں کیا فتنہ ہے؟ یہ تو صرف چند میل کا فرق ہے، میں نے کہا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا فتنہ ہوسکتا ہے کہ تم یہ سمجھو کہ تم نے ایک ایسی فضیلت کا کام کیا ہے جو نبی اکرم ﷺ نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: جو لوگ میرے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں خوف کرنا چاہئے کہ کہیں فتنہ میں نہ پڑ جائیں یا ان پر عذاب نہ آ جائے۔ (النور: ۶۳) (الحلیۃ لابی نعیم: ۳۲۶/۶، المدخل للبیہقی ص ۲۳۶)

امام شافعیؒ کا قول: اہل بدعت کے عجائبات وغرائب ناقابل تسلیم ہیں۔ فرماتے ہیں کہ امام لیث نے نرمی سے کام لیا میں اگر اہل بدعت کو ہوا میں اڑتے دیکھوں تو تسلیم نہ کروں گا۔ (تلبیس ابلیس لابن جوزی ۱۴، شرح اصول اعتقاد اہل السنہ للالکائی ۱۴۵/۱)

امام عزبن عبدالسلامؒ کا قول: بدعات کا قلع قمع کرنا باعث ثواب عمل ہے۔ فرماتے ہیں کہ خوشخبری ہو اس آدمی کے لئے جو مسلمانوں کے کسی معاملہ کا ذمہ دار بنایا جائے چنانچہ وہ بدعتوں کو ختم کرنے اور سنتوں کے فروغ کی کوشش اور جدوجہد کرے۔ (مساجد علمیہ: ص ۱۰)

امام بغویؒ کا قول: اہل بدعت کا بائیکاٹ اس وقت تک ہے جب تک کہ وہ توبہ نہ کر لے۔ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے امت کے افتراق کے بارے میں پہلے ہی خبر دی تھی اس لئے اہل بدعت اور اہل ہواء کا بائیکاٹ اس وقت تک رہے گا جب تک کہ وہ توبہ نہ کر لیں۔ (شرح السنہ للبغوی: ۲۲۴/۱-۲۲۷)

بدعات کی تردید اور اہل بدعت کی مذمت اور ان کی مجالست وہم نشینی سے دوری کے سلسلے میں تابعین اور ائمہ کرام کے یہ اقوال زریں اس بات کی بین دلیل ہیں کہ دین اسلام میں بدعت کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور بدعات گمراہیوں کا چور دروازہ ہیں، سنت رسول اکرم ﷺ کی حفاظت و پاسداری کی خاطر امت کے ہر فرد کو بدعات سے بچنا اور اہل بدعات سے دور رہنا چاہئے۔

فلیتدبر اولوا الابصار

☆☆☆

نقوش اسلاف

صحابۂ کرامؓ کی فضیلت قرآن وحدیث کی روشنی میں

● عبدالباری شفیق السلفی-استاد مدرسہ رحمانیہ، گوونڈی، ممبئی

دنیا کے تمام انسانوں میں سب سے افضل واشرف انبیاء کرام علیہم السلام ہیں، اور نبیوں میں سب سے مکرم ومحترم خاتم النبین محمد مصطفی ﷺ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔ اس طرح انبیاء کرام کے بعد دنیا کے سب سے اشرف وافضل صحابہ کرامؓ کی وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے سیدالاولین والاخرین کی صحبت کے لئے چن لیا تھا اور جن کے بارے میں اللہ کی یہ مشیت ہوئی کہ وہ نبی محترم ﷺ سے براہ راست فیض حاصل کریں اور نبی کریم ﷺ خود ان کا روحانی تزکیہ کریں، اور خود انہیں قرآن حکیم اور سنت نبویہ کی تعلیم دیں اس لئے ان کے بارے میں دل میں بغض رکھنا سراسر باعث خسران ہے اور ان کی شان میں گستاخی واجب حرمان ہے۔ جنہوں نے آپ ﷺ کے زیر سایہ رہ کر تعلیم وتربیت حاصل کی تھی، انہیں مقدس وپاکباز ہستیوں کا اللہ رب العالمین نے مختلف مقامات پر قرآن مجید کے اندر تذکرہ کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَالسَّابِقُونَ الأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّهُ عَنْهُمْ وَرَضُواْ عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَداً ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (التوبۃ:۱۰۰) ترجمہ: اور جو مہاجرین وانصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

مذکورہ آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تین قسم کے لوگوں کی تعریف وتوصیف بیان کی ہے۔ پہلے مہاجرین کا جنہوں نے دین کے خاطر اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر مکہ اور دیگر علاقوں سے ہجرت کی اور اپنے اہل وعیال، اعزہ واقرباء، دھن دولت غرضیکہ اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مدینۃ الرسول (مدینہ منورہ) چلے گئے۔ دوسرے وہ انصار جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے، انہوں نے ہر وقت اور ہر موقع پر نبی کریم ﷺ کی حفاظت اور مدد کی، اور مدینہ آنے والے مہاجرین کی خوب پذیرائی، تواضع اور مہمان نوازی کی اور اپنا سب کچھ ان کی خدمت میں پیش کر دیا ہے، حتی کہ جن کے پاس دو بیویاں تھیں ان میں سے ایک کو طلاق دے دیا۔ اور اسی طرح دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے نبی محترم ﷺ کے سچے وجانثار ساتھیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ (الفتح:۱۸) ترجمہ:۔ یقیناً اللہ تعالیٰ مومنین سے خوش ہو گیا جب وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔

مذکورہ آیت کریمہ ان اصحاب بیعت رضوان کے لئے رضائے الٰہی اور ان کے سچے پکے مومن ہونے کی سرٹیفکٹ ہے

جنہوں نے حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے اس بات پر بیعت کی کہ وہ قریش مکہ سے لڑیں گے اور راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ (تفسیر احسن البیان۔ الفتح: ۸، از صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ)

اس کے علاوہ سورۃ توبۃ میں اللہ رب العالمین ان کی عظمت و عدالت اور خصوصیات کو واضح کرتے ہوئے بیان فرماتا ہے کہ ﴿لَقَد تَّابَ اللّٰہ عَلَی النَّبِیِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (التوبۃ: ۱۱۷) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین وانصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسے تنگ وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا، اس کے بعد کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں تزلزل ہو چلا تھا، پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق ومہربان ہے۔

مذکورہ آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے خاص طور پر ان مہاجرین وانصار کی تعریف کی ہے جنہوں نے تنگی کے وقت نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا اور جہاد "جنگ تبوک" کے لئے اپنے مال و اسباب اور اہل وعیال اور پکی ہوئی فصلوں "کھیتیوں" کو چھوڑ کر تبوک کی طرف نکل گئے، حالانکہ وہ وقت شدید گرمی کا تھا، راستے میں نہ تو پینے کے لئے پانی نہ کھانے کے لئے کھانا میسر تھا، اور مجاہدین "صحابہ کرام" زیادہ تھے لیکن سوار ہونے کے لئے سواریاں نہیں تھیں، لیکن اس خطرناک اور تنگی کے عالم میں بھی آپ کے جانثار وسچے ساتھیوں نے آپ کا پیچھا اور ساتھ نہ چھوڑا اور ہر قسم کے مصائب وآلام اور پریشانیوں کو بخوشی برداشت اور قبول کرلیا۔

مذکورہ تمام آیتوں کے علاوہ اللہ رب العالمین نے سورۃ النمل آیت نمبر ۵۹۔ سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۹۔ سورہ الحشر آیت نمبر ۸۔۹، اور اس کے علاوہ اور بہت سارے مقامات پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریف وتوصیف بیان کی ہے اور ان کی اہمیت وفضیلت کو واضح کیا ہے۔ اور ہم مسلمانوں کے لئے ان کی پاکباز زندگیوں میں اسوہ اور عبرت وموعظت رکھا ہے تاکہ ہم ان کی (صحابہ کرام) کی مقدس وپاکباز زندگیوں سے نصیحت و عبرت حاصل کریں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے سچے، جانثار وجانباز صحابہ کرامؓ کے خصوصیات اور فضائل و مناقب کو بیان کیا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سے لوگ سب سے بہتر ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "خیر الناس قرنی، ثم الذین یلونھم، ثم الذین یلونھم ......" (بخاری: ۲۶۵۲۔ مسلم۔ ۲۵۳۳) ترجمہ: سب سے بہتر لوگ میری صدی کے لوگ ہیں (یعنی صحابہ) پھر جو ان کے بعد آئیں گے (تابعین) پھر جو ان کے بعد آئیں گے (تبع تابعین)۔ اور اسی طرح صحابہ کرام کو بُرا بھلا کہنا اور گالی گلوج دینا، ان کو سبُّ وشتم کرنا سب حرام قرار دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "لا تسبوا أصحابی، فو الذی نفسی بیدہ لو أن أحدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مدا احدھم ولا نصیفہ" (بخاری: ۲۵۴۱، مسلم: ۲۵۴۰)۔ ترجمہ: میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو بھی وہ صحابہؓ کے ایک مد یا نصف مد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور دوسری جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "لاتزالون بخیر مادام فیکم من رآنی

وصاحبني والله .لا تزالون بخير ما دام فيكم من راى من رآني وصاحب من صاحبني ،والله لا تذالون بخير مادام فيكم من راى من راني وصاحب من صاحبني (ابن ابی شیبه فی المصنف وابن ابی عاصم فی السنه؛ الصحيحة للالبانی) ترجمہ:تم سب اس وقت تک بخیر رہوگے جب تک تم میں وہ شخص رہیگا جس نے مجھے دیکھا ہوگا اور میری صحبت پائی ہوگی اللہ کی قسم تم سب اس وقت تک بخیر رہوگے جب تک تم میں وہ شخص ہوگا جس نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھا ہوگا اور میری صحبت پانے والے کی صحبت پائی ہوگی اللہ کی قسم تم سب اس وقت تک بخیر رہوگے جب تک تم میں وہ شخص موجود ہوگا جس نے مجھے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا ہوگا اور میری صحبت پانے والے کی صحبت پائی ہوگی۔ اس کے علاوہ کتب حدیث میں ، اور بہت سی احادیث عظمت صحابہ وفضائل صحابہ پر موجود ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ''صحابہ کرام کے فضائل اور ان کی تعریف میں اور اسی طرح ان کی صدی کی دوسری صدیوں پر فضیلت کے بارے میں احادیث مشہور بلکہ متواتر درجہ کی ہیں لہٰذا ان کی عیب جوئی کرنا دراصل قرآن وسنت میں عیب جوئی کرنا ہے''۔(مجموع الفتاوی:۴۔۴۳۰)۔

ان تمام قرآنی آیات واحادیث مبارکہ جو عظمت صحابہؓ اور فضائل صحابہؓ کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں، اس کے باوجود آج بہت سارے نام نہاد مسلمان ان مقدس اور پاکباز ہستیوں کو خاص طور سے یار غار خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ اور خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کو نشانہ بنا کر ان کو بدنام کرنے اور ان کی ثقاہت وعظمت کو مجروح کرنے کی ناپاک کوششیں کی جاتی ہیں اور انہیں غاصب وظالم جیسے ناپاک لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔(نعوذ باللہ من ذالک)۔

حالانکہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت کے بارے میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری میں جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ نے اسے دوبارہ آنے کا حکم دیا، اس نے پوچھا کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ان لم تجد نی فاتِ ابابكر "یعنی اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکرؓ کے پاس آنا۔(بخاری:۳۶۵۹)۔

مذکورہ حدیث اس بات پر دال ہے کہ آپ ﷺ کے وفات کے بعد خلافت وامامت کے سب سے زیادہ حقدار حضرت ابوبکرؓ ہیں۔لیکن ان تمام واضح دلائل وبراہین کے باوجود بھی مسلمانوں کا ایک طبقہ، گروہ اور فرقہ صحابہ کرام جیسی پاکباز اور مقدس ہستیوں کو گالی گلوچ دیتا ہے اور ان کی عیب جوئی کرتا ہے، اور ان کے تعلق سے اپنے سینوں اور دلوں میں بغض وحسد اور کینہ وکپٹ رکھتا ہے۔جو شریعت اسلامیہ کے بالکل مخالف ہے، اس لئے ہم تمام مسلمانوں پر واجب وضروری ہے کہ ہم صحابہ کرامؓ کے مقام ومرتبے کو پہچانیں ، اور انکے فضائل ومناقب کو دوسروں تک پہنچائیں۔اور ان کے اسوہ حسنہ پر خلوص وللّٰہیت کے ساتھ عمل پیرا ہوکر اپنے اخروی زندگی کو کامیاب وکامراں بنائیں۔

رب العالمین سے دعا ہے کہ مولائے کریم ہمیں عظمت صحابہ کو پہچاننے اور عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے ،اور صحابہ کرامؓ سے سچی محبت کرنے اور ان کا ادب واحترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

☆☆☆

سماجیات

صلح بین الناس......ایک ربانی وصیت

● محمد عاطف شہاب الدین سنابلی، ممبئی

آج جب ہم اپنی معاشرتی زندگی کے احوال وکوائف پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ چیز آفتاب نیمروز کی طرح عیاں نظر آتی ہے کہ مسلم سماج انتہائی پریشانیوں سے دوچار ہے، لوگوں کی جانیں ہلاک وناپید ہورہی ہیں ایک دوسرے کے حقوق ضائع وبرباد ہورہے ہیں باہم لوگ ایک دوسرے سے جدا اور متنفر نظر آتے ہیں قول رسول یعرض هذا ويعرض هذا کا حقیقی منظر دیکھنے کو ملتا ہے صلہ رحمی قطع تعلق میں تبدیل ہوگئی ہے چنانچہ جب ہم اس منظر نامہ کے اسباب وعوامل کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ اصلاح بین الناس جیسے اہم کام کو حقیر وکمتر سمجھ کر لوگوں کے مابین صلح کرانے میں انتہائی سستی سے کام لیا جارہا ہے لوگوں کا اس ربانی وصیت سے کوئی تعلق نہیں رہا یہی سستی اور کاہلی اور اصلاح ذات البین کا عدم اہتمام ہی ان تمام معاشرتی فسادات اور سماجی بگاڑ کا پیش خیمہ ہے۔

درحقیقت انسانی نفوس کے اندر ایک دوسرے کے تئیں جو کینہ وکپٹ اور بغض وعناد پایا جاتا ہے یہ تمام چیزیں صلح بین الناس جیسے اہم کام کو کمتر سمجھ کر ترک کردینے کی بناء پر ہیں یقیناً اگر صلح بین الناس جیسی اہم ذمہ داریوں کو ہر فرد اہمیت دینے لگے تو معاشرہ شر وفساد اور لڑائی جھگڑے سے محفوظ وپاک ہوسکتا ہے کتاب الٰہی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ مبارکہ کے اندر اس کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔

صلح بین الناس ایک ربانی وصیت:

اللہ عز وجل کا ارشاد ہے: ﴿**مَّن يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُن لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَمَن يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُن لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا**﴾ (النساء: ۸۵) جو شخص کسی نیکی یا بھلے کام کی سفارش کرے اسے بھی اس کا کچھ حصہ ملے گا اور جو برائی یا بدی کی سفارش کرے اسے بھی اس کا کچھ حصہ ملے گا اور جو برائی یا بدی کی سفارش کرے اس کے لئے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

امام قرطبی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ جو شخص دو لوگوں کے مابین صلح کی غرض سے اچھی اور جائز سفارش کرے گا تو وہ اجر کا مستحق ہوگا۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ۵/۲۹۵)

دوسری جگہ اللہ رب العالمین کا فرمان ہے: ﴿**وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ أَن تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ**﴾ (البقرہ: ۲۲۴)

اور اپنی قسموں کو (اس طرح) نشانہ نہ بناؤ کہ بھلائی اور پرہیزگاری اور لوگوں کے درمیان اصلاح کو چھوڑ بیٹھو اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

امام بن جریر طبری رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کی ضمن میں لکھتے ہیں: تم اللہ کو اپنی قسموں کا (اس سلسلہ میں نشانہ اور آڑ نہ

بناؤ کہ نیکی نہ کرو کہ تقویٰ و پرہیزگاری اور صلح بین الناس کو چھوڑ بیٹھو ہاں اگر تم میں کوئی اگر قسم کھالے کہ وہ نیکی اور اصلاح بین الناس کا کام نہیں کرے گا تو اسے چاہئے کہ اپنی قسموں کو توڑ دے اور قسم کا کفارہ ادا کرے اور نیکی کرے، اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اور اصلاح بین الناس کا کام انجام دے۔ (تفسیر ابن جریر طبری:۴/۴۲۵) ایک جگہ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَّا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (النساء:۱۱۴) ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی چیز نہیں! ہاں بھلائی اس کے مشورہ میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم کرے اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادے سے یہ کام کرے اسے یقیناً ہم بڑا ثواب دیں گے۔

امام ابن جریر فرماتے ہیں: صدقہ، خیرات معروف (ہر قسم کی نیکی جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اور اسے مستحسن قرار دیا ہے) اور اصلاح بین الناس کا مطلب یہ ہے کہ دو فریقوں کے مابین اللہ کے حکم کے مطابق اصلاح کرنا تاکہ دونوں کے اندر الفت و مودت پیدا ہو سکے اور کلمۂ واحد پر جمع ہو سکیں واضح رہے کہ جو لوگ رضائے الٰہی کی خاطر صدقہ، خیرات اور نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور صلح بین الناس کراتے ہیں تو اسے رب العالمین بروز قیامت عظیم اجر و ثواب سے نوازے گا اور اللہ نے لفظ عظیم سے جو تعبیر کیا ہے اس کی مقدار سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ (حوالہ: تفسیر النساء:۱۱۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ (الانفال:۱) سو تم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو۔

دوسری جگہ فرمان الٰہی ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (الحجرات:۱۰) یاد رکھو سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ان دونوں آیتوں کے اندر رب ذوالجلال والاکرام نے اصلاح بین الناس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اس کی وصیت کی اور یہ ثابت کیا ہے کہ اصلاح بین الناس رحمت الٰہی کا موجب ہے۔

حدیث کے اندر صلح بین الناس کی ترغیب و تعلیم:

بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہے ہر اس دن میں جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، تیرا دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کر دینا (ان کے درمیان انصاف کے تقاضوں کے مطابق صلح کرا دینا) صدقہ ہے تیرا کسی آدمی کی اس کی سواری کے معاملے میں مدد کرنا کہ تو اس پر سوار کرا دے یا اس کے اوپر اس کا سامان رکھوا دے صدقہ ہے۔ اچھی بات کہنا صدقہ ہے، ہر وہ قدم جو نماز کے لئے اٹھائے صدقہ ہے تیرا راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب من اخذ بالرکاب، رقم الحدیث ۲۹۸۹، و مسلم ۱۰۰۹)

امام نووی فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے قول "تعدل بين الاثنين صدقة" کا معنیٰ ہیں "تصلح بينهما بالعدل" یعنی انصاف سے ان کے درمیان صلح کرا دینا۔

(۱۰۳/۴) اسی طرح رشتے داروں، دوستوں اور دیگر ناراض لوگوں کے درمیان صلح کرا دینا بہت بڑا عمل ہے، ایک حدیث کے اندر اسے نفلی صوم، صلوٰۃ اور صدقات سے بھی افضل بتلایا گیا ہے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: کہ کیا میں تم لوگوں کو (نفلی) صوم، صلوٰۃ اور صدقہ سے بہتر کی خبر نہ دے دوں؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ کیوں نہیں اے اللہ کے رسول (ﷺ)! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان صلح کرا دینا (ان سے بہتر ہے) آپس میں فساد برپا کرنا یہ آپسی اخوت مودت کو ختم کرنے والا ہے۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الادب باب فی اصلاح ذات البین: ۴۹۰۹، صحیح سنن الترمذی ۲۰۳۸)

محمد شمس الحق عظیم آبادیؒ اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ اس حدیث کے اندر اصلاح بین الناس کی ترغیب وتعلیم دی گئی ہے اور اصلاح ذات البین پر ابھارا گیا ہے اور فساد ذات البین سے اجتناب واحتراز کا حکم موجود ہے کیونکہ اصلاح بین الناس اعتصام بحبل اللہ اور معاشرہ وسوسائٹی سے افتراق وانتشار کے خاتمہ کا ذریعہ اور سبب ہے۔ اور فساد ذات البین دین میں شگاف پیدا کرنے کے مترادف ومساوی ہے چنانچہ جس نے لوگوں کے مابین صلح کرانے کی کوشش کی ہے اور لوگوں کے درمیان اختلاف وانتشار کے خاتمہ کی کوشش کی تو اسے وہی اجر وثواب حاصل ہوگا جو ایک روزہ دار اور قیام اللیل کرنے والے کو ملتا ہے جسے صرف اپنی ذات سے واسطہ ہوتا ہے۔ (عون المعبود شرح ابی داؤد: ۱۷۸/۷)

صلح بین الناس کے لئے دروغ گوئی کا جواز:

ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس فینمی خیرا او یقول خیرا" (صحیح بخاری، کتاب الصلح باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس۔ رقم الحدیث ۲۶۹۲)

یعنی وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے اچھی بات پھیلاتا ہے یا اچھی بات کرتا ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں: جو لوگوں کے مابین صلح کراتا ہے وہ مذموم اور جھوٹا نہیں بلکہ یہ بہتر اور لائق ستائش ہے۔

سفیان بن عیینہؒ کا قول ہے کہ: اگر کوئی آدمی کسی سے عذر پیش کرے اور وہ اپنے کلام کو ہیر پھیر کر کے اس کو مزین کرے تا کہ وہ اس سے اس کو راضی کرے تو وہ ایسی صورت میں کاذب اور جھوٹا نہیں ہوگا اور وہ اس حدیث کی تاویل کرتے تھے اور اس کا اپنے فریق سے اصلاح کرنا زیادہ افضل ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ لوگوں کی اصلاح کرے۔ (شرح السنہ للبغوی: ۱۱۹/۱۳)

اسی طرح ایک دوسری حدیث کے اندر آتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تین صورتوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے ایک تو جنگ کے وقت دوسرے اصلاح بین الناس کی غرض سے تیسرے آدمی کا اپنی بیوی سے جھوٹ بولنا اسی طرح بیوی کا اپنے خاوند سے جھوٹ بولنا ان تین چیزوں میں آدمی جھوٹ بول سکتا ہے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

صلح بین الناس کی خاطر زکوٰۃ کی رقم لینے کا جواز:

امام قرطبی آیت کریمہ (انما الصدقات للفقراء والمساکین) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: صلح وخیر کا کام انجام دینے والے کے لئے جائز ہے کہ اس نے اس کار خیر کو انجام دینے میں جو اخراجات برداشت کئے ہیں اسے اتنی رقم زکوٰۃ اور صدقہ سے

دے دی جائے اگر اس نے واجبی طور پر خرچ کیا ہو، گرچہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہو جب کہ اس کا مال برباد ہو جائے جیسے کہ مقروض ہے۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب اور امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ کا قول ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی:۱۷۱/۸)

قبیصہ بن مخارق الہلالی کہتے ہیں: کہ میں ایک بڑی رقم کا قرض دار ہو گیا تھا (یعنی دو قبیلوں کی اصلاح کی خاطر یا کسی اور امر خیر کے واسطے) تو میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ٹھہرو یہاں تک کہ ہمارے پاس صدقات کے کچھ مال آجائیں تو ہم اس میں سے کچھ دیں پھر آپ نے فرمایا کہ اے قبیصہ سوال کرنا صرف تین شخصوں کے لئے حلال ہے ایک تو وہ جو قرضدار ہو جائے (کسی امر خیر میں) تو اس کے لئے سوال حلال ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو اتنا مال مل جائے کہ اس کا گذر بسر درست ہو جائے پھر وہ اپنے آپ کو سوال سے روک لے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب من تحلہ لہ المسالۃ رقم:۱۰۴۴)

امام نووی اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ "حمالۃ" وہ مال ہے جسے انسان کسی کارِ خیر کے لئے قرض لے اور اصلاح ذات البین میں خرچ کرے جیسے دو قبیلوں کے درمیان صلح کرانا وغیرہ تو ایسے شخص کے لئے سوال کرنا حلال ہے اور اسے زکوٰۃ سے دیا جانا چاہئے اس شرط پر کہ وہ جائز کام کے لئے قرض لے۔ (شرح النووی:۳۳۴/۱)

اصلاح بین الناس کی جماعت:

رب ذوالجلال والاکرام نے ہمارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور ہم پر اپنی گراں قدر نعمت پوری کر دی اور ہمارے لئے ایک صاف وشفاف منہج ومسلک واضح کر دیا ہے تاکہ ہم اس پر چلیں اور اس کے نتیجہ میں ایک ایسا اسلامی معاشرہ قیام پائے جس کے اندر الفت ومودت اور محبت ویگانگت عام ہو بنابریں مناسب یہ ہے کہ ہر قبیلہ وخاندان، کمپنی وکارخانہ، ادارہ وتنظیم کے اندر (چاہے وہ شخصی ہوں یا قومی) اصحاب علم وفضل اور دین پسند احباب کی ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو دو فریقوں کے درمیان کی صلح وآشتی کا چراغ روشن کرکے ان کے اختلافات وانتشار اور لڑائی جھگڑا کو ختم کرانے کی کوشش کرے اور وہ جماعت ظالم کو اس کے ظلم سے روک کر رشد وصواب کی طرف اس کی رہنمائی کرائے اور اسے سیدھی راہ پر گامزن کرنے کی کوشش کرے۔ اللہ رب العالمین نے ہمیں اپنی کتاب قرآن کریم کے اندر اس پر ابھارا ہے۔ اللہ رب العالمین کا فرمان ہے: تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔ (عمران:۱۰۴)

دوسری جگہ اللہ جل شانہ نے فرمایا: اور ہماری مخلوق میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کے موافق ہدایت کرتی ہے اور اس کے موافق انصاف بھی کرتی ہے۔ (اعراف:۱۸۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ انصاف کرنے والے اللہ کے پاس نور کے منبروں پر ہوں گے پروردگار کے داہنی طرف اور اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں اور یہ انصاف کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اپنے حکم، اپنے گھر والوں کے بارے میں اور ان کاموں میں جو ان کے سپرد ہیں انصاف کا اہتمام کرتے ہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامیر العادل:۱۲۱/۲، رقم ۱۸۲۷)

لوگوں کے درمیان صلح کرانے والوں کے صفات:

جولوگ اصلاح بین الناس کا کام کرتے ہیں علماء کرام نے ان کے کچھ ایسے چند صفات بیان کئے ہیں جن کا دو فریقوں کے مابین اصلاح کرنے کے لئے پایا جانا مناسب اور بہتر ہے اجمالاً ہم یہاں بیان کررہے ہیں۔

۱-عمل کا اللہ وحدہ کے لئے خالص کرنا (خلوص وللٰہیت):

اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے: آپ فرما دیجئے کہ بے شک میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں اور مجھ کو اس کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔ (الانعام:۱۶۲،۱۶۳)

امام بخاری رحمہ اللہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:" انما الاعمال بالنیات وانما لکل امری مانوی" (بخاری) تمام عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر انسان کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہے۔

۲-علم:

اصلاح بین الناس جیسے اہم کام کا بار گراں جو جماعت اٹھاتی ہے اس کے لئے واجب ہے کہ وہ جس معاملہ یا مسئلہ میں صلح کرارہی ہے وہ اس کے متعلق شریعت اسلامیہ کے احکام سے مکمل طور پر واقف ہو اور جن کے مابین صلح کرایا جارہا ہے ان کے جملہ احوال وکوائف سے بھی آگاہی ہو، اس حد تک کہ اس کی وہ کوشش شرعی حدود کے اندر ہو کیونکہ اگر صلح کرانے والے جملہ امور ورموز سے ناواقف اور ناآشنا ہوں گے تو اصلاح سے زیادہ فساد پیدا ہوگا۔

۳-نرمی اور حسن اخلاق:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے۔ یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے۔ (النحل:۱۲۵)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا:" اب الرفق لا یکون فی شئی الا زانه ولا ینزع من شئی الا شانه " (صحیح مسلم، کتاب البر، باب فضل الرفق:۲۵۹۴) کہ جس چیز میں بھی نرمی ہوتی ہے وہ اسے زینت دار بنادیتی ہے اور جس سے یہ نکال لی جاتی ہے اسے عیب دار کردیتی ہے۔

۴-صبر وتحمل:

بلاشبہ صبر وتحمل (یعنی مشکلات میں صبر کرنا اور اذیت برداشت کرنا) یہ ان اہم صفات میں سے ہے جن سے مصلحین بین الناس کا آراستہ ہونا واجب ہے یہ اس جماعت کی سب سے اہم اور بنیادی صفت ہے، تندخو اور سخت مزاج انسان اس گراں قدر ذمہ داری کو ہرگز انجام نہیں دے سکتا۔ اصلاح کرنے والوں کو مصیبتیں بھی جھیلنی پڑیں گی، مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑے گا گرچہ کم ہی کیوں نہ ہو اور یہ چیز حضرت لقمان کی اس وصیت میں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی نمایاں طور پر نظر آرہی ہے انہوں نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہا تھا: اے میرے پیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا اور جو مصیبت تم پر آجائے صبر کرنا (یقین مان) کہ یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے۔ (لقمان:۱۷)

صلح کی خاطر اپنے بعض حقوق سے دستبردار ہونا:

جو شخص اصلاح بین الناس جیسے اہم کام کو انجام دیتا ہے اسے چاہئے کہ وہ لوگوں کو اس بات پر ابھارے کہ رضائے الٰہی کی خاطر اور سنت نبوی کی پیروی ومحبت میں بعض جائز حقوق سے بھی دست بردار ہو یا جاسکتا ہے۔

براء بن عازب فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے حدیبیہ والوں سے مصالحت کی تو علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک صلح نامہ لکھنا شروع کیا تو انہوں نے لکھا ''محمد رسول اللہ'' (یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں) تو مشرکوں نے اعتراض کیا اور کہنے لگے ''محمد رسول اللہ'' نہ لکھئے اگر ہم آپ کو رسول ہی مان لیتے تو ہمارے اور آپ کے درمیان جنگ واختلاف ہی کیسا رہ جاتا تو آپ ﷺ نے کہا اے علی! رسول اللہ ہٹا دیجئے تو حضرت علی نے کہا میں کسی بھی صورت میں ہٹانے کے لئے تیار نہیں ہوں، پس اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے بذات خود وہ لفظ ہٹا دیا اور ان مشرکین سے اس شرط پر صلح کی کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ (آئندہ سال) تین دن کے لئے مکہ آئیں اور ہتھیار میان میں رکھ کر داخل ہوں۔

اس سے یہ ظاہر ہوا کہ کسی موقع پر اگر مخالفین کوئی نامناسب مطالبہ کریں جو ضد کی حد تک پہنچ جائے تو مجبوراً اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اگر صلح کا راستہ صاف ہو تو ایسی صورت میں بادل ناخواستہ بھی اپنے حق سے دست برداری کی جاسکتی ہے۔

کعب بن مالک کے بیٹے عبداللہ بن کعب کہتے ہیں کہ والد کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابن ابی حدرد سے اپنا قرض طلب کیا جو ان کے ذمہ تھا مسجد کے اندر ان دونوں کی آوازیں اتنی بلند ہوگئیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی سن لی آپ اس وقت اپنے حجرہ میں تشریف فرما تھے چنانچہ باہر آئے اور اپنے حجرہ کا پردہ اٹھا کر کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو آواز دی آپ نے پکارا اے کعب! انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ آدھا معاف کردو کعب نے کہا میں نے کردیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے (ابن ابی حدرد سے) فرمایا کہ اب اٹھو اور قرض ادا کردو۔ (صحیح البخاری:۴۷۱، صحیح مسلم:۱۵۵۸)

اے میرے بھائی! ہم میں کون ہے جو اس طرح کرے جیسا کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کیا مصالحت اور صلح کی غرض سے انہوں انے اپنا آدھا قرض معاف کردیا۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صلح کی خاطر آدمی اپنے حق کو بھی چھوڑ سکتا ہے۔

صلح میں تاخیر گناہوں کی مغفرت میں تاخیر کا باعث ہے:

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جنت کے دروازے سوموار اور جمعرات کے دن کھولے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کی بخشش ومغفرت کی جاتی ہے جو اللہ کے کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا مگر اس آدمی کی مغفرت نہیں ہوتی ہے جس کے درمیان اور جس کے بھائی کے درمیان بغض وعدوات ہو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ لوگ اپنی اصلاح کرلیں ان دونوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ دونوں اپنے مابین صلح کرلیں۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والاداب باب النہی عن الشحناء والتھاجر، حدیث:۲۵۶۵)

شریعت مخالف صلح مردود ونا مقبول ہے واضح رہے کہ دو فریق کے مابین صلح کرانے کی اساس وبنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول ہونی چاہئے اور فریقین پر واجب ہے کہ وہ مصلحین (صلح کرانے

والی جماعت) کے حکم وقرار داد کو اسی وقت تسلیم وقبول کریں جب وہ کتاب اللہ اور سنت رسول کے موافق ومطابق ہو گرچہ وہ ان کی خواہشات کے مخالف ہو۔

چنانچہ اگر صلح کتاب اللہ اور سنت رسول کے مخالف ہے تو ایسی صورت میں وہ صلح مردود ہے گرچہ دونوں فریق اس سے راضی اور خوش ہوں۔

عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا: کہ مسلمانوں کے مابین صلح جائز ہے الا یہ کہ وہ کسی حرام کو حلال یا کسی حلال کو حرام کرنے کا ذریعہ ہو اور مسلمانوں کو اپنے شرائط پر رہنا چاہئے الا یہ کہ وہ کسی حلال کے حرام یا حرام کے حلال کرنے کا ذریعہ ہو۔ (حدیث صحیح، صحیح الترمذی، رقم۔۱۰۸۹)

لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو صلح میں پہل کرے:

بلاشبہ دین اسلام دین رحمت اور دین اخوت ومحبت ہے عفو درگذر کی تعلیم اس کی شناخت وپہچان ہے، بنابریں ہر وہ مسلمان جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہے اور وہ اپنے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے خیر وبھلائی کو پسند کرتا ہے اور اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ جس سے اس کا جھگڑا ہے اس سے صلح کرنے میں سبقت سے کام لے اور جس نے اس سے قطع تعلق کیا ہے اس سے صلہ رحمی کرے اور جو اسے محروم رکھے اسے دے اور جس نے اس کے ساتھ ظلم کیا ہے اسے معاف کردے۔ واضح رہے کہ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت عظیم قدر ومنزلت حاصل ہوگی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست، اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا۔ (فصلت:۳۴-۳۵)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین رات سے زائد قطع تعلق کرے اور جب ان دونوں کی ملاقات ہو تو یہ اس سے اعراض کرے اور وہ اس سے روگردانی کرے اور ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ (صحیح البخاری کتاب الصلح باب الہجرۃ، حدیث:۶۰۷۷)

آخر میں دعا گو ہے کہ اللہ رب العالمین ہم سب کو اس عظیم ذمہ داری کا احساس کر کے اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عنایت فرمائے، اور ہم سب کو الفت ومحبت اور مودت ووحدت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

ضروری اعلان

محترم مضمون نگار حضرات! صوبائی جمعیت اہل حدیث کے ماہنامہ الجماعۃ کا قلمی تعاون فرمانے پر تہہ دل سے شکریہ۔

آپ حضرات سے معروضہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ تین صفحات تک اپنے مضمون لکھ کر جمعیت کو ارسال فرمائیں تاکہ قارئین کرام کو پڑھنے میں آسانی وسہولت ہو۔

سماجیات

شادی کی ایک فحش اور قبیح رسم

● عبدالواحد انور یوسفی - مدیر مرکز الدعوۃ الاسلامیہ، کھیڈ

اسلام نے تجرد کی زندگی گزارنے سے منع کیا ہے اور شادی کے بندھن میں بندھ جانے پر ابھارا ہے۔ نکاح نبی ﷺ کی سنت ہے جو انسانی فطرت کی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ نکاح کو اسلام نے بالکل آسان بنایا ہے، بہترین اور بابرکت اسلامی نکاح یقیناً بالکل آسان ہے لیکن مسلمانوں نے اس میں بہت ساری آبائی وعلاقائی رسومات کو شامل کرلیا، یوں تو کہنے کو نکاح سنت ہے لیکن سنت کی آڑ میں بہت سے بے جا اور ناروا کام خود مسلمان بڑے شوق سے انجام دیتا ہے، جس کی اصلاح کے لئے علمائے حق اپنی تقریروں اور تحریروں سے مسلسل سرگرم عمل ہیں، مگر تعجب ہے کہ دن بہ دن نئی رسموں کا اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور غیر اقوام کے اختلاط سے فحاشی اور عریانیت مسلم گھرانوں میں اپنا جلوہ بکھیر رہی ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے نکاح کے بعد دولہا اور دولہن کے لئے سب بڑا تحفہ ہدیۂ تبریک ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے:

"بارك الله لك وبارك عليك وجمع بينكما في خير" (ابوداؤد) اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تم پر اپنی برکت فرمائے اور تم دونوں کو خیر کے ساتھ اکٹھا رکھے۔

عام لوگ دولہے کو خیر وبرکت کی مبارکباد دیں گے مگر دولہن کو عورتیں مبارکباد دیں گی جیسا کہ صحیح بخاری میں مروی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی ﷺ سے میری شادی ہوئی تو میری ماں مجھ کو گھر کے اندر لے گئیں وہاں انصار کی عورتیں جمع تھیں انہوں نے مجھ کو دعا دی کہ یہ زوجیت مبارک ہو اور نصیبہ بہتر ہو۔

یہ اسلامی طریقہ ہے جو اسلام سے واقف کار مسلمانوں کے گھروں میں آج بھی موجود ہے مگر اسلام کی واضح اور پاکیزہ تعلیمات سے آج بھی مسلمانوں کا ایک طبقہ ناواقف ہے، وہ مغربیت کے سیلاب میں خش وخاشاک کی طرح بہتا نظر آتا ہے۔ جدید معاشرت جدید ثقافت اور سنہرے مستقبل کی امید پر وہ ہر قسم کی فحاشی اور بے حیائی کو بڑی آسانی سے قبول کر لیتا ہے بلکہ وہ دین ومذہب کے بارے میں تشکیک وبیزاری کا شکار ہے، ان میں حیا اور غیرت کا فقدان ہے، دینی حمیت نام کی کوئی چیز ان کے اندر باقی نہیں ہے، جدید کلچر اور فیشن کے نام پر وہ ہر برائی سے سمجھوتہ کرتا نظر آتا ہے۔ شادی بیاہ کے رسومات میں رقص وسرور اور بے حیائی وفحاشی پر وہ بے دریغ مال وزر لٹا کر فخر محسوس کرتا ہے اور غیروں کی نقالی میں اپنی بیٹی، بہو کو اسٹیج کی زینت بنا دیتا ہے۔ نکاح کے بعد دو کرسیوں پر دولہے اور دولہن کو بٹھا دیا جاتا ہے تاکہ عوام وخواص ان کا دیدار کرسکیں انہیں مبارکباد دیں پھر باری باری عوام وخواص اجنبی مرد دولہن کو مبارکباد دیتے اور مصافحہ کرتے ہیں اور یہ عمل بے غیرت شوہر کے سامنے انجام دیا جاتا ہے۔

اس فحاشی اور بے حیائی پر شریعت نے سخت پابندی لگا رکھی ہے کسی بھی مرد کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی غیر محرم عورت کو چھوئے اور ہاتھ لگائے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"لان يطعن في راس احدكم بمخيط من حديد خير له من ان يمس امراة لا تحل له "(الصحیحہ: ۲۲۶)

کسی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھو دینا اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں ہے۔

یعنی سر میں سوئی چبھونے سے جو تکلیف پہنچتی ہے اسے برداشت کرلیا جائے مگر کسی غیر محرم عورت کو ہاتھ نہ لگایا جائے کیونکہ اس سے مزید فتنے میں پڑنے کا اندیشہ ہے اور شیطان تاک میں لگا ہوا ہے۔

ہمارے نبی محمد ﷺ جو معصوم تھے ہر قسم کے گناہ سے پاک وصاف تھے، آپ کا معمول تھا کہ آپ نے کبھی کسی اجنبی عورت کو ہاتھ نہیں لگایا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"اللہ کے رسول ﷺ یہ آیت ﴿ولا یشرکن باللہ شیئا﴾ پڑھ کر عورتوں سے بیعت لیتے تھے اور آپ کے دستِ مبارک نے کبھی کسی عورت کو نہیں چھوا الا یہ کہ وہ عورت آپ کی ملکیت یعنی زوجیت میں ہو۔ (متفق علیہ)

اس کی تفصیل ایک دوسری حدیث میں اس طرح موجود ہے:

حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں چند عورتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کے لئے حاضر ہوئی، ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے اس بات پر بیعت کرتی ہیں کہ ہم شرک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گڑھ کر نہیں لائیں گی اور نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی، حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے جب یہ الفاظ دہرائے تو آپ نے فرمایا ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ لو "فیما استطعن واطقن" جہاں تک تمہارا بس چلے گا اور تمہارے لئے ممکن ہوگا۔

یہ سن کر ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہمارے لئے خود ہم سے زیادہ مہربان ہیں، اتنا ہو جانے کے بعد ہم نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ اپنا دست مبارک پھیلائیں تا کہ (مردوں کی طرح مصافحہ کرکے) ہم بھی آپ سے بیعت کریں لیکن آپ نے ارشاد فرمایا: "انی لا اصافح النساء انما قولی لمأۃ امرأۃ کقولی لامرأۃ واحدۃ" (مسند احمد الصحیحۃ: ۵۲۹) میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا میرا ایک عورت سے بات کرنا گویا سو عورتوں سے بات کرنا ہے۔

یعنی عورتوں سے صرف زبانی عہد و پیمان لیتا ہوں مردوں کی طرح ان سے مصافحہ نہیں کرتا۔

ایک دوسری صحابیہ حضرت عقیلہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں اور میری والدہ فریرہ چند مہاجرہ عورتوں کے ساتھ خدمت نبوی میں آپ سے بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوئیں جس وقت ہم نے آپ سے بیعت کی اس وقت آپ مقام ابطح میں خیمہ زن تھے ہم سے آپ نے آیت (الا تشرکن باللہ) کے مطابق بیعت لی جب ہم نے ان باتوں کا اقرار کرلیا اور بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "لا امس ایدی النساء" میں عورتوں کا ہاتھ نہیں چھوتا۔ چنانچہ آپ نے ہمارے لئے مغفرت کی دعا کی اور یہی ہماری بیعت تھی۔ (صحیح الجامع: ۲/۱۲۰۵)

ان واضح دلیلوں سے یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ کسی بھی مرد کے لئے اجنبی عورت سے شادی و مرگ یا عام حالات میں بھی مصافحہ جائز نہیں ہے یہ تو کھلم کھلا حکم شریعت کی پامالی ہے۔

افسوس صد افسوس آج مسلمانوں کا ایک طبقہ مغربی تہذیب کی نقالی اور اپنی وسیع النظری اور روشن خیالی میں شادی کے مواقع پر کتنے ہی خرافات کو جنم دے رہا ہے اور اپنے کالے کرتوت سے اسلام کو داغدار بنا رہا ہے۔

کاش! ہم تمام مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں اسلام کی معرفت حاصل کریں اور ہر کام شریعت کے دائرے میں رہ کر انجام دیں اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے غیروں کی مشابہت اور نقالی سے بچیں کیونکہ غیروں کا ہر عمل مردود اور باعث خسارہ ہے۔

☆☆☆

سماجیات

جہیز...... مسلم سماج کے لئے تباہ کن

● عبید اللہ سلفی - امام وخطیب جامع مسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر کرلا

صبح ہی صبح بستی اور محلے میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ فلاں کی بیٹی یا بہو نے گلے میں پھندا ڈال کر یا زہر پی کر خودکشی کرلی، اسٹو پھٹ گیا، جسم کا اکثر حصہ جل گیا گھر والوں نے اس کے دوا علاج میں کوئی کسر نہ چھوڑی اس کی جان بچانے کی ازحد کوشش کی گئی لیکن ہاسپٹل میں بے چاری آخری سانس لیتی ہوئی اللہ کو پیاری ہوگئی۔

اس طرح کی المناک اور دردناک خبریں ہم روزانہ سنتے اخبارات میں پڑھتے یا نیوز چینلوں پر دیکھتے ہیں چونکہ ہم انسان ہیں سینے میں دھڑکتا دل رکھتے ہیں، آنکھیں پرنم ہوجاتی ہیں اِنا للہ پڑھتے ہیں پھر کسی فکر میں ڈوب جاتے ہیں۔

یہ دلدوز سانحہ صرف ایک گھر یا خاندان کا نہیں ہے بلکہ ہندوستان میں بسنے والے اکثر گھروں کا حال یہ ہے کہ بیٹے کی پیدائش پر خوشیاں منائی جاتی ہیں عزیز واقارب کی جانب سے مبارکبادی کے پیغام آتے ہیں جبکہ بیٹیوں کی پیدائش کو ایک بار اور بوجھ تصور کیا جاتا ہے اولاد کی پرورش وپرداخت میں بیٹیوں کے مقابلے میں بیٹوں کو ترجیح دی جاتی ہے، عالمی ادارہ یونیسف کی تازہ رپورٹ گواہ ہے کہ ہندوستان میں پانچ سے چودہ سال کی ۵۶ فیصد لڑکیاں انیمیا اور قلت خون کا شکار ہیں۔

ان بیٹیوں کے ساتھ بے رحمی اور بے دردی کا یہ حال ہے کہ اسے دنیا میں آنے سے پہلے ہی رحم مادر میں قتل کردیا جاتا ہے اور اگر وہ دنیا میں آگئی تو یا تو زندہ آگ میں جلادیا جاتا ہے یا ایسے حالات پیدا کردیئے جاتے ہیں کہ وہ خودکشی پر مجبور ہوجائے، اس کے علاوہ اس صنف نازک کے ساتھ دیگر جرائم کا حال یہ ہے کہ اس کے ساتھ دست درازی، چھیڑ خوانی، عصمت دری، اغواء، جنسی ہراسانی یرغمال جیسی حرکتیں کی جاتی ہیں کرائم بیورو کی رپورٹ کے مطابق روز بروز اس میں اضافہ اور حالات سنگین سے سنگین تر ہوتے جارہے ہیں۔

حالیہ چند برسوں میں حکومت کی طرف سے سخت قوانین کے باوجود جہیزی اموات میں اضافہ ہوا ہے نوجوان بہنوں کو جہیز کی خاطر مار ڈالنے کے واقعات میں کوئی کمی نہیں آرہی ہے۔

آیئے ذرا ان اسباب پر نظر ڈالیں جن کی بنا پر یہ حادثات رونما ہوتے ہیں، حالات پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ آج سماج کے صاحب ثروت اور رؤسا نے اسلامی تعلیمات کو یکسر فراموش کردیا ہے۔ اسلام جو ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اس میں انسان کی جملہ ضروریات زندگی کا سامان موجود ہے اس نے انسانیت کی فلاح وبہبود کے لئے ان وسائل وذرائع کی طرف

رہنمائی کی ہے جسے اپنا کر وہ سماج ومعاشرہ میں امن وامان، سکون واطمینان کی زندگی گزار سکے، انہیں ضروریات میں سے انسانی زندگی کی ایک اہم ضرورت شادی ونکاح ہے جو مختلف قسم کی برائیوں کے سد باب کا ذریعہ اور انسانی قلوب میں سکون و اطمینان پیدا کرنے کا باعث ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾ (الروم:۲۱) اوراس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے آرام پاؤ اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کردی۔ نکاح جیسے اہم معاملہ میں اس کی تعلیم بھی نمایاں ہے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: " اذا اتاکم من ترضون خلقه ودینه فزوجوه الا تفعلوا تکن فتنة فی الارض وفساد عریض " (صحیح الجامع للالبانی)

"جب تمہارے پاس وہ شخص (شادی کا پیغام لے کر) آئے جس کا کردار اوراس کی دینی حالت تم کو پسند ہو تو اس سے اپنی لڑکی کی شادی کردو اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور فساد عظیم پھیل جائے گا۔"

ایک طرف نکاح کے سلسلے میں اسلامی تعلیم کو دیکھئے کہ اس نے اسے کتنا آسان بتایا اور بنایا ہے لیکن آج ہم نے اپنی جہالت ونادانی اور غیروں کی نقالی کرکے اسے نہایت مشکل اور پیچیدہ بنادیا ہے۔

ہوتا یہ ہے کہ بہو کے انتخاب میں ایسے گھرانے تلاش کئے جاتے ہیں جو زر وجواہر کا مالک ہو دولت وثروت میں جس کی مثال دی جاتی ہو اور بہو بھی ہزاروں میں ایک ہو، جہاں ایک طرف ہمارے آنگن میں چاند جیسی بہو آئے تو جہیز کا اتنا سامان آئے کہ دوسرے لوگ دیکھ کر حیران رہ جائیں۔ خدا خدا کرکے یہ خواہش وآرزو پوری ہوتی ہے لیکن کچھ ہی ایام گزرتے ہیں کہ حساب کتاب شروع ہو جاتا ہے رفتہ رفتہ یہ خیال جڑ پکڑنے لگتا ہے کہ لڑکی کے گھر والوں سے جو امیدیں تھیں وہ پوری نہ ہوئیں پھر لڑکے کی ماں جو گھر کی مالکہ اور سب سے تجربہ کار عورت ہوتی ہے اس کے تیور سخت ہونا شروع ہو جاتے ہیں وہی بہو جو ہزاروں میں ایک تھی گھر کی چوکھٹ پر قدم رکھتے ہی خوش آمدید کے نعروں سے جس کا استقبال کیا گیا تھا اب دھیرے دھیرے نگاہوں سے گرنے لگتی ہے لڑکی اور اس کے والدین پر طعن وتشنیع شروع ہو جاتی ہے بیٹے کے کان بھرے جانے لگتے ہیں اور بڑے خیر خواہانہ انداز میں لڑکے سے کہا جاتا ہے کہ یہ بہو اپنے معیار کی نہیں پھوہڑ ہے دن رات صرف اپنی فکر میں رہتی ہے، اسے کھانا پکانا بھی نہیں آتا اس بہو کے خلاف سازشیں شروع ہو جاتی ہیں پٹرول میں آگ لگانے کا کام لڑکے کی بہن یعنی نند کرتی ہے پھر انسان کی بہیمیت جاگ اٹھتی ہے کسی کہنے والے نے شاید اسی موقعہ کے لئے کہا تھا "انسان اس روئے زمین پر سب سے اچھا تھا لیکن وہ جانوروں سے بدتر ہو چکا ہے۔ شیر خونخوار ہے مگر غیروں کے لئے، چیتا درندہ ہے لیکن اپنے سے کمتر جانوروں کے لئے، سانپ زہریلا ہے لیکن دوسروں کے لئے، انسان فرشتوں سے بہتر ہے اگر اپنی طاقت وقوت کو امن وسلامتی کے لئے استعمال کرے لیکن اگر وہ امن وسلامتی کا راستہ چھوڑ دے تو وہ سانپ کے زہر اور بھیڑیے کے پنجے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔"

پھر شب وروز کے طعنے، ڈانٹ ڈپٹ، گالم گلوچ گھر سے نکال دینے کی دھمکی اور نوبت بایں جا رسید کہ ایک دن بہو کی

لاش شوہر کے گھر میں پڑی نظر آتی ہے، یہ موت زندگی سے مایوس ہوکر زہر پی کر ہو یا زبردستی پلاکر، خودکشی کر کے ہو یا خودکشی پر مجبور ہونے پر، جسم پر تیل چھڑک کر خود جلی ہو یا چھڑک کر جلائی گئی ہو یہ سارے جرائم آج روزمرہ مشاہدے میں آتے رہتے ہیں۔

کیا ایسے ظالموں کے سامنے اللہ کا یہ فرمان نہیں ہے۔

﴿مَن قَتَلَ نَفساً بِغَيرِ نَفسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعا﴾ (مائدہ:۳۲) جس شخص نے کسی دوسرے کو جان کے بدلے کے علاوہ یا زمین میں فساد بپا کرنے کی غرض سے قتل کیا تو اس نے گویا سب لوگوں کو مار ڈالا۔

کیا ایسے قاتلوں کے سامنے قرآن مجید کی یہ پانچ وعیدیں نہیں ہیں:

﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيهَا وَغَضِبَ اللّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَاباً عَظِيْماً﴾ (نساء:۹۳) اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہے اور اس نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

کیا جہیز کے ان بھوکے بھیڑیوں کے دلوں میں انسانی جان کی کوئی اہمیت نہیں جس کے متعلق فرمان رسول ہے: "لو ان اهل السماء والارض اشتركوا فى دم مومن لاكبهم الله فى النار"۔ (الترمذی۔۱۳۹۸صححہ الالبانیؒ)

اگر آسمان وزمین والے (تمام کے تمام) ایک مومن کے خون میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں ڈال دے۔

یہ جہیز سماج ومعاشرہ کے لئے ایک بدنما داغ ہے جو اچھے خاصے گھرانوں اور خاندانوں کی تباہی کا باعث ہے، اس جہیز کی چنگاری نے شعلہ بن کر کتنی بہنوں کے آنچل کو جلایا ہے، اس جہیز کے مانگنے والوں اور دوسروں کے مال پر حریصانہ نگاہ رکھنے والوں کے دلوں سے اس طرح خوف خدا ختم ہوجاتا ہے کہ وہ دوسروں کا خون پی کر مسکرانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے، قساوت قلبی نے ان کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال دیا ہے کہ کنواری لڑکیوں کے کرب وبے چینی کو نہیں دیکھ پاتے بے حسی کا عالم یہ ہے کہ کتنی لڑکیاں جہیز کے نہ ہونے کی وجہ سے گھروں کی چہار دیواری میں بوڑھی ہوچکی ہیں لیکن سماج کے ان ٹھیکیداروں کی پیشانی پر بل تک نہیں آتا کتنی نیک سیرت، قبول صورت اور سلیقہ مند لڑکیاں اپنے دلوں میں ایک خواب سجائے ہوئے ہیں لیکن والدین کے پاس وافر مال نہ ہونے کی وجہ سے اندر اندر ٹوٹ پھوٹ اور ذہنی اذیت کی شکار ہیں، اب یا تو وہ گھٹ گھٹ کر زندگی گزاریں یا نعوذ باللہ زندگی سے مایوس ہوکر خودکشی کرلیں یا مجبوراً کوئی دوسرا راستہ اختیار کریں۔

کیا یہ سارے حالات ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ روزمرہ کے مشاہدات ہیں۔

اب اگر ہمیں اپنے خاندان وسماج اور معاشرہ کو اس گھناؤنے عمل سے پاک وصاف رکھنا ہے تو معاشرہ کے ذمہ داروں، علماء اور قائدین جماعت کو آگے بڑھ کر اس رسم بد کو مٹانا ہوگا، اور اپنے معاشرہ کو تعلیمات نبوی کی روشنی میں تشکیل دینا ہوگا۔

☆☆☆

تعلیم وتعلم

علم کا تقاضا

● اشفاق احمد سنابلی، ممبئی

مذہب اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے اس نے اپنے متبعین کی زندگیوں کو خوش گوار بنانے کے لئے بہت سارے اصول اور ضابطے دیئے ہیں، دین اسلام کا ایک بنیادی حکم حصول تعلیم ہے، اسلام میں اس کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ علم زندگی ہے اور جہالت موت کے مترادف ہے، انسانیت نے اپنی تاریخ میں کسی مذہب کو بھی اسلام کی طرح تعلیم کو اہمیت دیتے ہوئے نہیں دیکھا، علم انسان کو حق و باطل کی تمیز سکھاتا ہے، علم کی وجہ سے انسان کو سماج میں اعلیٰ مقام ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ دین اسلام نے علم کی اہمیت پر بہت زور دیا اور مسلمانوں کو حصول علم پر ابھارا، قرآن مجید میں علم اور اس کے متعلقات کا ذکر سیکڑوں بار آیا ہے خود نبی ﷺ کو دعا سکھائی گئی ﴿وَقُل رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْماً﴾ (طہٰ: ۱۱۴) امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ علم سے افضل ترین چیز کوئی نہیں اس لئے کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ وہ علم میں زیادتی کی دعا فرمائیں (الجامع لاحکام القرآن صفحہ نمبر ۴۱۴) موجودہ دور میں بہت سارے علوم وفنون پائے جاتے ہیں سوال یہ کہ کون سا علم عنداللہ محبوب وپسندیدہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو علم انسان کے لئے نفع بخش ہو، اللہ کی معرفت کا ذریعہ بنے، آخرت کے جواب دہی کا احساس پیدا ہو اور یہ سب کچھ علم دین ہی سے ممکن ہو سکتا ہے۔

آج علمی اعتبار سے انسان بڑی تیزی سے ترقی کر رہا ہے نئی نئی تحقیقات پیش کر رہا ہے وہی انسان اخلاق سے گری ہوئی حرکات کا مرتکب بھی ہو رہا ہے بڑے بڑے جرائم انجام دے رہا ہے بلاشبہ انسان کو علم دین سے آشنائی نہیں تو تمام علوم کے حصول کے بعد بھی وہ ناکارہ ہے اسی لئے شریعت اسلامیہ نے علم دین کے حصول کو واجب قرار دیا تاکہ وہ نیک اور مہذب انسان بن کر خوشگوار زندگی بسر کر سکے افسوس ہے ان لوگوں پر جو علم دین حاصل کرنے کے بعد عمل سے دور ہو جاتے ہیں، اس کے تقاضوں پر عمل پیرا نہیں ہوتے درحقیقت یہی علماء سوء ہیں جن کی بد اعمالیاں ان کے علم پر غالب ہیں، وہ اللہ کے حدود کو بھی پامال کر جاتے ہیں، انہیں امانت و دیانت کا پاس ولحاظ نہیں ہوتا وہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس بھی نہیں کرتے ان کی زندگیاں بہت ساری برائیوں میں لت پت ہوتی ہیں، ایک حدیث میں رسول ﷺ نے حاملین علم کی تین قسمیں بیان کی ہے (۱) اپنے علم سے خود فائدہ اٹھانے والے اور دوسروں کو مستفید کرنے والے (۲) خود فائدہ نا اٹھانے والے بلکہ دوسرے لوگ ان کے علم سے فائدہ اٹھاتے ہیں (۳) نہ خود فائدہ اٹھانے والے نہ دوسروں کو نفع پہنچانے والے۔ (بخاری رکتاب العلم)

علم دین دراصل صاحب علم سے عمل کا تقاضا کرتا ہے، عمل کے بغیر علم کی کوئی اہمیت نہیں حضرت ابو دردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا پھر فرمایا وہ وقت بھی آئے گا جب لوگوں سے علم اچک لیا جائے گا حتی کہ تھوڑے سے علم پر بھی قادر نہ ہوں گے زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سے علم کیسے اچک لیا جائے گا جب کہ ہم نے قرآن کریم پڑھا ہے، اللہ کی قسم ہم اسے ضرور پڑھتے رہیں گے اور اپنے عورتوں بچوں کو بھی پڑھاتے رہیں گے۔ آپ نے فرمایا: اے زیاد! بیشک میں تجھے اہل مدینہ کے فقہاء میں شمار کرتا تھا یہ تورات و انجیل جو یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس ہیں یہ انہیں کیا فائدہ پہنچاتی ہیں۔ (ترمذی ۲۶۵۳) پتہ چلا کہ علم پڑھنے کا نام نہیں بلکہ عمل کا نام ہے علم کے مطابق عمل نہ کرنا یہود ونصاریٰ کا شیوہ ہے قرآن نے ان کی بدعملی پر زجر وتوبیخ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا﴾ (جمعہ: ۵) جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہو۔ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ مثال اگرچہ یہودیوں کے لئے بیان کی گئی ہے لیکن مفہوم کے اعتبار سے ہر اس شخص پر صادق آتی ہے جسے حامل قرآن بنایا گیا مگر اس نے عمل نہ کیا۔

(عظمتِ قرآن ص ۶۱۶ بحوالہ الامثال فی القرآن الکریم ص ۲۷)

عالم باعمل سماج ومعاشرہ کے لئے بہترین قدوہ ونمونہ ہوتا ہے اس کے برعکس بے عمل ملت کا ناسور ہوتا ہے، اس کی اخروی زندگی بھی تباہ وبرباد ہوجاتی ہے، سماج میں ایسے بہت سارے لوگ ملیں گے جو علم دین سے بہرہ مند ہیں، معاشرہ میں ایک عالم کی حیثیت سے پہچانے بھی جاتے ہیں لیکن وہ حد درجہ اخلاقی پستی کا شکار ہیں بڑے بڑے جرائم کا ارتکاب کرجاتے ہیں، فرائض وواجبات سے ان کا کوئی لینا دینا نہیں ہوتا، برائیاں کرتے کرتے وہ برائیوں کی علامت بن جاتے ہیں۔

موجودہ دور میں دینی اداروں میں معیاری تعلیم وتربیت کا فقدان ہے۔ اس کی ایک بنیادی وجہ اہل علم ومدرسین کی بداعمالیاں بھی ہیں کتنے دینی ادارے ومراکز ایسے ہیں جہاں مدرسین پان بیڑی سگریٹ ودیگر منشیات کے عادی ہیں اور بہت ساری بداعمالیوں کے خوگر ہیں۔ تکبر، انانیت، بغض وحسد، اقرباء پروری، علاقائی تعصب جیسی مہلک برائیاں ان میں عام ہیں۔

موجودہ دور میں دینی اداروں میں معیاری تعلیم وتربیت کا فقدان ہے۔ اس کی ایک بنیادی وجہ اہل علم ومدرسین کی بداعمالیاں بھی ہیں کتنے دینی ادارے ومراکز ایسے ہیں جہاں مدرسین پان بیڑی سگریٹ ودیگر منشیات کے عادی ہیں اور بہت ساری

بداعمالیوں کے خوگر ہیں۔تکبر ،انانیت ،بغض وحسد ،اقرباء پروری، علاقائی تعصب جیسی مہلک برائیاں ان میں عام ہیں۔ اساتذہ کے انتخاب میں یہ بات حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آتی کہ وہ متشرع ،باعمل اور دین دار ہوں۔اب تو صورت حال یہ ہے کہ نہ دین داری دیکھی جاتی اور نہ ہی صلاحیت وصالحیت بلکہ صرف تعلقات وسورسیز اور جعلی ڈگریوں کی بنیاد پر اساتذہ منتخب کئے جاتے ہیں ان سب قباحتوں کے باوجود کیوں شکوہ کیا جاتا کہ طلبہ میں صلاحیت وصالحیت نہیں ہوتی اور فارغین مدارس مطلوبہ اوصاف سے عاری ہوتے ہیں۔سچ کہاہے شاعر نے

اذا كان رب البيت بالطبل ضاربا

فلا تلم الاولاد فيه على الرقص

اہل علم کی بداعمالیوں کی وجہ سے دعوت وتربیت کا نظام بھی ناقص ہے اس لئے ضروری ہے کہ آدمی اپنے علم کی روشنی میں اپنی اصلاح وتربیت اور دوسروں کی صحیح راستہ کی جانب رہنمائی کرے، اس بارے میں سلف صالحین کی زندگیاں بہترین نمونہ ہیں چنانچہ ابن عبدالبرؒ نے اپنی مایہ ناز کتاب ''جامع بیان العلم وفضلہ''میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اے لوگو!علم سیکھو اور اس کے مطابق عمل بھی کرو،علم دین اس لئے نہ حاصل کرو کہ اس سے تمہارا جمال قائم رہے۔ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ اہل علم اس امت کے اطباء ہیں ،جب طبیب خود بیمار ہوجائے تو دوسروں کا علاج کیا کرے گا،مزید آپ فرماتے ہیں کہ علم بہت زیادہ احادیث یاد کرنے کا نام نہیں بلکہ کثرت خشیت الٰہی کا نام ہے۔(جامع بیان العلم:۲/۲۵)

اگر کسی کے پاس علم ہے لیکن وہ بے عمل ہے تو ایسا علم بلندئ درجات کے بجائے ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے۔نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:''ان اللــه يـرفـع بهذا الكتـاب اقواما ويضع به آخرين'' (مسلم،کتاب صلاۃ المسافرین) اللہ تعالیٰ اس قرآن مجید کے ذریعہ کچھ لوگوں کو بلندئ درجات سے نوازتا ہے اور کچھ لوگوں کو پستی کی گہرائیوں میں ڈھکیل دیتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ علم پر عمل ہی اصل علم کا ثمرہ ہے ایک صاحب علم کی مثال اس مسلح شخص سی کی ہے جس کا اسلحہ اس کے اپنے دفاع کے لئے ہوتا ہے یا پھر وہی اسلحہ اس کے خلاف استعمال ہوجاتا ہے۔اس لئے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:''القـرآن حجة لك او عـــليك'' (مسلم:۲۲۳)یعنی اگر تو نے قرآن پر عمل کیا تو یہ تیرے حق میں دلیل ہوگا اور اگر تو اس پر عمل پیرا نہ ہوا تو یہی قرآن قیامت کے دن تیرے خلاف حجت ہوگا۔

ہم صحابہ کرام کی پاکیزہ زندگیوں کا مطالعہ کریں کہ رسول ﷺ سے کتاب وسنت کے علم کے حصول کے بعد ان کی زندگیاں یکسر بدل گئیں اور وہ ساری انسانیت کے لئے قدوہ بن گئے،ان کی طرز زندگی دیکھ کر بہتوں نے اسلام قبول کیا۔آج ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان بقدر استطاعت علم دین حاصل کرے بعدہ اس علم کی روشنی میں اپنی اور دوسروں کی تربیت کی فکر کرے کہ یہی علم کا تقاضا ہے۔

☆☆☆

افکار منکر

کل ہند مشاعرہ

● جلال الدین محمدی محمد شکیل خان- جری مری کرلا

زبانوں کا وجود افہام وتفہیم اور افکار ونظریات کی ترسیل کے لئے ہوتا ہے اس کے علاوہ زبانیں، محبت اور قرب کا ذریعہ بھی بنتی ہیں زبانوں کی اشاعت نثر ونظم کے ذریعے ہوتی رہی ہے اردو زبان کی ارتقاء میں شعروشاعری کا بے حد اہم رول رہا ہے۔ تاریخی تناظر میں اگر جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہودیت، نصرانیت، پارسیت اور جوگیت اپنے تمام تر غلط افکار ونظریات کے ساتھ اسلام میں صوفیت کا لبادہ اوڑھ کر نمودار ہوتی ہیں، اردو زبان کی لسانیاتی ارتقاء اس کی نشوونما اور پگڈنڈی سے شارع عام تک آنے میں صوفیوں کی کاوشوں کا تناسب سب سے زیادہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اردو زبان اپنے نظریاتی افکار وادب میں صوفیت کی محدود فضا سے ابھی تک باہر نہیں نکل سکی ہے خود اقبال لکھتے ہیں ”صوفیت اسلام کی سرزمین پر ایک عجمی پودا ہے“۔ افکار وخیالات کی ترسیل وترویج کے لئے اشعار کا استعمال ہر زبان میں ہوتا رہتا ہے، اردو زبان میں اسی مقصد کے تحت مشاعروں کا آغاز ہوتا ہے اور آج عالم یہ ہے کہ کل ہند مشاعروں کے نام پر بڑے ہی اہتمام کے ساتھ ادب وتفریح کے نام پر بے ادبی، اباحیت پسندی اور شیعیت کو فروغ دیا جارہا ہے، شاعراتی تفریح عوام کے ذہنی مزاح کا ایک ایسا ذریعہ بن چکی ہے کہ عوام تو عوام علماء کی ایک بڑی تعداد سر پر ٹوپیاں سجا کر اگلی صفوں کو پر کرتی نظر آتی ہے اور اس قدر انہماک اور سنجیدگی کے ساتھ اشعار پر توجہ دی جاتی ہے گویا کہ قال اللہ وقال الرسول کی پروقار علمی مجلس ہے جس میں ذرا سی بے احتیاطی سیئ الحفظ کا شکار بنا کر ضعفاء کی فہرست میں شامل کردے گی۔ ہوسکتا ہے وہ بھی نام نہاد ادباء کی فہرست میں اسی بہانے شمولیت کے خواہاں ہوں مشاعروں پر تبصرہ کرنے سے پہلے شعر وشاعری کی تعریف اور ماہیت کو سمجھنا ضروری ہے۔ ابن خلدون لکھتے ہیں ”شعر ایک ایسا بلیغ کلام ہے جس کی بناء استعاروں اور اوصاف پر ہوتی ہے، اس کے اجزاء وزن میں متفق ہوتے ہیں اور ہر جزء اپنے مقاصد واغراض کے لحاظ سے مستقل بالذات ہوتا ہے یہ جنس ہے جو اوصاف اور استعاروں پر مبنی ہوتا ہے۔

دور جاہلیت میں نزول قرآن سے قبل اشعار اہل عرب کا مخزن تھے جن میں ان کے اخبار علوم اور حکمتیں بھری تھیں عرب کے لوگوں کو اشعار سے بے حد دلچسپی تھی کل عرب مشاعرے کے انعقاد کی خاطر عکاظ کا سالانہ میلہ لگتا تھا اور ان مشاعروں میں سب سے زیادہ قبولیت حاصل کرنے والے شاعر کے کلام کو بیت اللہ پر لٹکایا جاتا تھا، چنانچہ امرؤالقیس، نابغہ، عنترہ، طرفہ اور اعشی وغیرہ کے قصائد آج بھی سبعہ معلقہ کے نام سے مشہور ومعروف ہیں لیکن یہی عرب نزول قرآن کے بعد اپنی تمام تر بلاغت وشعری محاسن کے باوجود قرآنی اسلوب وفکر کے سامنے دم بخود رہ جاتے

ہیں اور وہ قرآن کے سماع میں مصروف ہو جاتے ہیں شراب وشباب کی شاعری اور اس کی مجلسوں سے توبہ کر لیتے ہیں اور ہم قرآن اور قرآنی بلاغت واعجاز اور افکار سے محروم رہ کر اسی دور جاہلیت کی شاعری پر سر دھنتے ہیں جو مشاعروں میں پیش کی جاتی ہیں۔

اگر چہ اشعار کی حرمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی آیت کریمہ نہیں نازل فرمائی ہے لیکن نبی ﷺ کی بہ نسبت یہ کہہ کر کہ "ہم نے اسے اشعار کی تعلیم نہیں دی اور نہ ہی یہ نبی کے لئے مناسب ہے" موجودہ مشاعروں میں شریک علماء، سامعین کے لئے خود احتسابی کی دلیل ہے ہمیں تقلیدی بندھنوں میں گرفتار اسیران عشق وصوفیت وشیعیت سے نہیں بلکہ دعویداران اتباع کتاب وسنت سے گلہ ہے۔

مقدمہ شعروشاعری اور تنقیدِ شاعری پر بے شمار کتابیں موجود ہیں جہاں اصلاح کی خاطر اخلاق، قومیت، تخیل، شوکت الفاظ جیسی اصطلاحات پر زور دیا گیا ہے آفاقیت، خارجیت، داخلیت، سوز وگداز جیسے خوبصورت لفظوں کے پیکر تراشے گئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشعراء کے اندر جو شروط شاعری اور حدود سماع کو متعین کیا ہے اس کے سامنے ان مقدمات اور تنقیدات کی حیثیت صفر سے بڑھ کر کچھ اور نہیں ہے خود کو تلامیذ الرحمٰن لکھنے والے اپنے آپ کو ان ضوابط کی روشنی میں پرکھیں گے تو سوائے ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا سورہ بنی اسرائیل میں اغوائے شیطانی کی وضاحت کرتے ہوئے ابلیس کو اللہ کی طرف سے یہ مہلت دی جاتی ہے کہ " واستفزز من استطعت منهم بصوتك " ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے۔امام ابن تیمیہؒ اس آیت کے میں ضمن میں رقمطراز ہیں کہ شیطان کی آواز سے مراد گانے غزلیں اور سماع ہے اور انہیں کے ذریعے سے شیطان انسان کو ہوس پرستی کی تعلیم دیتا ہے۔

سورہ شعراء میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا: ترجمہ: شاعروں کی پیروی وہی کرتے ہیں جو بہکے ہوئے ہوں کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک بیابان میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا اور اپنی مظلومی کے بعد انتقام لیا اور جنہوں نے ظلم کیا وہ بھی ابھی جان لیں گے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں۔

ان آیات کی تفسیر میں امام شوکانی فرماتے ہیں: شاعروں کی پیروی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے افکار کو قبول کیا جائے یا ان کے بتلائے ہوئے راستے پر چلا جائے یا ان کی بلاوجہ تعریف کی جائے اور قرآن نے فنون کذب میں سے ہر فن کی تبلیغ اور جھوٹ ومکاری کو اشعار کے ذریعے سے سامعین تک پہنچانے کو فی کل واد یهیمون سے تعبیر کیا ہے اور شاعر کا تخیلاتی پرواز کے ذریعے بحر سفاہت وضلالت میں غوطے لگانا حق کی مذمت اور باطل کی مدح سرائی کرنا اپنے اشعار کے ذریعے حرام کاموں کی ترغیب دینا کبھی شراب کی تعریف تو کبھی شباب کی وضاحت کو فخریہ طور سے پیش کرنا اسی طرح سے اور بہت سی رذیل باتوں کو تخلیق کے نام پر ادب کے وساطت سے سماج میں پھیلانا دراصل باطل مشن کی تکمیل کا ذریعہ ہیں، ان آیات کا مطالعہ شعراء اور پوری شاعری کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔

۱۔ گمراہ شعراء: جو راہ راست سے بھٹکے ہوتے ہیں ان کے ادب کا معیار اور منہج یہ ہے کہ وہ حق کی تردید اور باطل کی تائید کرتے ہیں ان کے کلام کی امتیازی خصوصیات خواہشات نفسانی کی اتباع اور اس کی تبلیغ ہے اور ان کے سامعین بھی عموماً انہیں کی طرح راہ راست سے بھٹکے ہوتے ہیں۔

۲- ایمان دار شعراء: ان کا استثناء آخری آیت کے ذریعے کیا گیا ہے اور ایسے شعراء کے کلام کو سننے کیلئے خود نبی ﷺ نے اپنا منبر پیش فرمایا ان کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنے رب پر ایمان لاتے ہیں نیکی کے کاموں میں سبقت کرتے ہیں اور اپنے اشعار کو شریعت کی کسوٹی پر رکھتے ہیں اپنے اشعار کے اندر کثرت سے اللہ کی حمد وثناء بیان کرتے ہیں، نبی، آل نبی اور عام مسلمانوں کی عزت کا دفاع کرتے ہیں اور اپنے کلام کے ذریعے کتاب وسنت کے فروغ کی کوشش کرتے ہیں اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر غلط فکر خواہ وہ شیعیت یا سب کا مجموعہ صوفیت کی شکل میں ہو ان کا دندان شکن جواب دیتے ہیں۔

اس میزان کا ایک بار پھر سے بغور مطالعہ کیا جائے اور رات کی تنہائی میں قبر کی وحشت اور ہیبت کو منظر نگاہ بناتے ہوئے مشاعروں میں شریک ہونے والے تعاون دینے والے حضرات اپنا محاسبہ کریں کہ ہم ان مشاعروں میں شریک ہو کر کس کی اتباع اور پیروی کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے شاعری کی پہلی شرط ایمان رکھی ہے اور ایمان کی تعریف وہی ہے جو صاحب قرآن نے بتلائی ہے جبکہ اردو شاعری اور مشاعروں کا انحصار شیعیت، صوفیت، دہریت اور عریانیت کے علم برداروں پر ہے۔

شاعری کی دوسری شرط نیک اعمال سے متعلق ہے اور اعمال صالح سے مراد پیارے نبی ﷺ کی سنتیں ہیں لیکن حال یہ ہے کہ مشاعرے میں اسٹیج پر آنے سے قبل کچھ شعراء ''ام الخبائث'' سے اپنی حلق کو تر کرتے ہیں اور جب اس تراوٹ کا اثر دماغ تک پہنچتا ہے تو زاہد خشک، ملا اور واعظین کی اصطلاح وجود پذیر ہوتی ہیں اور پھر ان پر پھبتیاں کس کر عوام کو ان سے اسی طرح متنفر کرنے کوشش کی جاتی ہے کہ جیسے کہ مشرکین مکہ اسلام کے ابتدائی ایام میں کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی حدود شریعت، منہیات اور خوف الٰہی کا مذاق اڑاتے ہوئے داد تحسین بٹورنے کی کوشش کی جاتی ہے اور یہ باور کراتے ہیں کہ زندگی میں دنیا اور دنیا کی خوبصورتی کا فائدہ نہیں اٹھایا گیا تو یہ اللہ کی ان حسین نعمتوں کے ساتھ کفر ہوگا اور پھر قیامت کے دن ہم اللہ کے سامنے شرمسار ہوں گے کہ ہم نے اس کی حسین دنیا کی قدر نہ کی اگر حسن کی آبیاری اور اس کی افزائش ومنزلت کا یہی پیمانہ عام کردیا جائے تو پھر دنیا میں خاندان کی تشکیل نہیں ہوگی اور جب خاندان نہ ہوں گے تو سماج کی تشکیل کا خواب بھی عبث ہے اور پورا سماجی تانا بانا انتشار اور بدنظمی کا شکار ہو جائے گا اور اگر پھر بھی ہم اسوہ محمدی اور اقتداء صحابہ کے برعکس ان کے فساد زدہ مجالس (بنام کل ہند مشاعرہ) میں شرکت کرتے ہیں اور اس میں کسی بھی قسم کی کوئی قباحت محسوس کرنے کے بجائے دوران مشاعرہ ان کے کلام پر داد وتحسین کا نعرہ بلند کرتے ہیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ ہم خود بگاڑ کا شکار ہو چکے ہیں۔

ابھی تک تو ہم نے مشاعرے کی آدھی روداد تحریر کی ہے، مشاعرہ کا سب سے اہم اور مرکزی نقطہ شاعرات کی شمولیت کا ہے اسٹیج پر وجود زن کے بغیر مشاعرے ادھورے اور ناقص جانے جاتے ہیں بلکہ جس مشاعرے میں ان کی تعداد جتنی زیادہ ہوگی مشاعرے کی کامیابی کے ساتھ ساتھ پنڈال اپنی کشادگی کے باوجود اسی قدر تنگ محسوس ہوگا بسا اوقات تو ان مشاعروں کی تشہیر اس طرح کے جلی حروف میں کی جاتی ہے کہ یہ مشاعرہ سننے کے ساتھ ساتھ دیکھنے سے بھی تعلق رکھتا ہے۔

دراصل اردو شاعری میں صوفیت اور شیعیت کے زیر اثر عشق

مجازی کے نام پر عشق حقیقی تک پہنچنے کا جو خود ساختہ راستہ اور اصول بنالیا گیا ہے اس کی وجہ سے فحش اور مخرب اخلاق اشعار کو بھی قبول عام کی سند مل جاتی ہے دبستان دہلی سے لے کر دبستان لکھنؤ تک آپ کو ان ہی افکار واثرات کی صدائے بازگشت سنائی دیتی رہے گی۔

سورہ احزاب آیت نمبر ۳۲ میں امہات المومنین کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مردوں کے ساتھ انداز تکلم کی وضاحت کی ہے کہ ''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم پرہیز گاری اختیار کرو تو نرم لہجے میں بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو''۔

آیت کریمہ کے ضمن میں مفسرین لکھتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے جس طرح عورت کے وجود کے اندر مرد کے لئے کشش رکھی ہے اسی طرح سے عورت کی آواز میں بھی فطری طور پر دلکشی، نرمی، اور نزاکت رکھی ہے جو مرد کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس لئے آواز کے لئے ہدایات دی جارہی ہے کہ مردوں سے وقت ضرورت خطاب کے وقت قصداً ایسا لب ولہجہ اختیار کرو کہ نرمی اور لطافت کی جگہ قدرے سختی اور کھردرا پن ہو تا کہ کوئی بد باطن لہجے کی نرمی سے تمہاری طرف مائل نہ ہو اور اس کے دل میں برا خیال پیدا نہ ہو اور یہ روکھا پن صرف لہجے کی حد تک ہی ہو اور زبان سے ایسے الفاظ نہ نکالنا جو قاعدے اور اخلاق کے خلاف ہو۔(احسن البیان)

لیکن مشاعروں میں اس کے برعکس اکثر وبیشتر شاعرات اپنی آواز وانداز اور دیدار رخ زیبا کی بنیاد پر ہی کامیاب ہو پاتی ہیں حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے کسی عورت کے چہرے پر اچانک پڑ جانے والی نظر کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا اپنی نگاہوں کو فوراً پھیر لو۔(ابوداؤد) اور یہاں تو عالم یہ ہے کہ دعویٰ تو جنت کی ٹھیکداری کے ساتھ ساتھ نبی سے محبت وعقیدت کا لیکن اس کے باوجود بھی دیدار روئے یار کے ساتھ طواف جسم وجان بھی خوب ٹکٹکی باندھ کر کیا جاتا ہے کہ مبادا کہیں پلک جھپکی تو یہ حسین نظارہ ختم ہو جائے گا۔

سماجی اور معاشرتی بنیادوں کی اصلاح کے ساتھ اخلاقیات کی بہترین تعلیم دیتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا: ابن آدم پر اس کے حصے کا زنا لکھ دیا گیا جسے وہ ہر حال میں پا کر رہے گا آنکھوں کا زنا نظارہ بازی ہے کانوں کا زنا سماع بازی ہے زبان کا زنا صنف مخالف سے گفتگو ہے ہاتھوں کا زنا انہیں چھونا ہے اور پاؤں کا زنا ان کی جانب چل کر جانا ہے قلب آرزو اور تمنا کرتا ہے شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

جمالیاتی حسن کے قائلین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ عریانیت کے مقابلے میں نیم عریانیت میں زیادہ مزہ ہے براہ راست جسم سے ٹکرانے والی شعاعوں کی بہ نسبت درخت کے پتوں سے چھن کر آنے والی روشنی زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے اس لئے نیم عریانیت کو بہانہ بنا کر بھی اس کے جواز کی گنجائش نہیں نکلتی ہے۔

اوپر مذکورہ حدیث کی روشنی میں غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مرد وزن کے درمیان پاکیزگی اور حجاب کی ایک دیوار چاہتا ہے اور پھر مشاعروں میں چل کر جانا شاعرات کو مرکز نگاہ بنانا ان کی آواز سے قلب وذہن کو سرور بخشنا کیسے درست ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شیعیت، دہریت، عریانیت اور ہر خلاف شریعت افکار سے بچائے اور جن مجلسوں اور محفلوں کے ذریعے ان گمراہ افکار ونظریات کی ترسیل واشاعت کا فریضہ انجام دیا جارہا ہے ایسی تمام خطرناک مجالس سے ہمیں دور رکھے۔(آمین)

اصلاح سماج

خیانت ایک بھیانک جرم

● ابوالکلام سلفی-مالونی ممبئی

بلاشبہ دین اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے اس کی تعلیمات دنیاوآخرت کی کامیابی کا ضامن ہیں اسلام نے روز اول ہی سے انسانی سماج کی مہلک بیماریوں کی جڑوں اور ان کے اندرونی اسباب کا پتہ لگا کر اس پر زبردست پابندی عائد کی ہے اور اصلاح معاشرہ کی جانب بھر پور توجہ دی ہے چنانچہ اس نے امانت و دیانتداری پر بڑا زور دیا ہے اور ہر طرح کی خیانت وبددیانتی سے بڑی سختی سے روکا ہے۔

خیانت ایک دینی اور اخلاقی جرم ہے جو حق دوسرے کے ذمہ واجب ہو اس کی ادائیگی میں ایمانداری سے کام نہ لینا خیانت ہے اس کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً کوئی چیز کسی کے پاس بطور امانت رکھی جائے تو مطالبہ کے وقت ادا نہ کرنا، کسی کی راز کی باتوں کو ظاہر کر دینا، دوستی کا حق پورا نہ کرنا اور جو کام کسی کے سپرد ہو اس کو انجام نہ دینا یا اس کی انجام دہی میں غفلت وسستی کرنا بھی خیانت ہے، کسی کے سامنے اس کی مرضی کی بات بولی جائے اور غائب میں اس کی مخالفت کی جائے یہ بھی خیانت ہے دین اسلام اللہ کی امانت ہے اس میں خیانت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آیات کریمہ اور احادیث صحیحہ کو توڑ مروڑ کر اپنی مرضی کے مطابق بیان کیا جائے افعال محدثہ کو کار ثواب بتا کر عوام کو اس کی جانب مائل کیا جائے یاد رہے کہ اس طرح کے خائن جہنم میں سب سے پہلے ڈالے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَخُونُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (الانفال:۲۷) اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے حقوق میں خیانت مت کرو اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خیانت مت کرو تم جانتے ہو۔

اللہ اور رسول کے حقوق میں خیانت یہ ہے کہ جلوت میں اللہ رسول کا تابع دار بن کر رہے اور خلوت میں اس کے برعکس معصیت کار، اسی طرح یہ بھی خیانت ہے کہ فرائض میں کسی فرض کا ترک اور نواہی میں کسی بات کا ارتکاب کیا جائے اور "تخونوا امانتکم" کا مطلب ایک شخص دوسرے کے پاس جو امانت رکھواتا ہے، اس میں خیانت کرے بلکہ امانت کی چیزوں اس کے اہل و مستحق تک پہنچا دے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا﴾ (النساء: ۵۸) اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ۔

امانت ضائع کر دینا اور خیانت کا ارتکاب کرنا نفاق کی ایک نشانی اور منافقین کی ایک صفت ہے۔ رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

" آیۃ المنافق ثلاث اذا حدث کذب و اذا وعداخلف واذااوتمن خان" (بخاری مسلم) منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب امانت سونپی جائے تو خیانت کرے۔

خیانت کرنے والے پورے سماج میں اپنی عزت کھو بیٹھتے ہیں ان سے لوگوں کا اعتماد اور بھروسہ اکثر ختم ہو جاتا ہے ایسے لوگ بہت ہی گری ہوئی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں دنیا کے ذلت و رسوائی کے علاوہ بروز قیامت بھی ان کو ذلیل و رسوا ہونا پڑیگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہم لوگوں کو خطبہ فرمایا اور غلول (خیانت) کا ذکر فرمایا اس جرم کی ہولنا کی کو بیان فرماتے ہوئے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو بھی قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس گردن پر بکری لدی ہوئی ہو اور وہ چلا رہی ہو یا اس کی گردن پر گھوڑا لدا ہوا ہو اور وہ چلا رہا ہو اور وہ شخص مجھ سے کہے کہ یا رسول ﷺ! میری مدد فرمائیے لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا تھا اور اس گردن پر اونٹ لدا ہوا ہو اور وہ چلا رہا ہو اور وہ شخص کہے کہ یا رسول ﷺ! میری مدد فرمائیے لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں تو اللہ کا پیغام تم تک پہنچا چکا تھا یا (وہ اس حال میں آئے) وہ اپنی گردن پر سونا، چاندی، اسباب لادے ہو اور مجھ سے کہے یا رسول ﷺ! میری مدد فرمائیے لیکن میں اسے یہ کہہ دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں اللہ تعالیٰ کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا۔ (صحیح بخاری)

حدیث کا مفہوم ظاہر ہے کہ جس نے کسی کی کوئی چیز خیانت کر لی یا چوری چھپے لے لی یا اپنی طاقت کے بل بوتے غیر کی زمین میں اپنا کھونٹا گاڑ دیا اور دنیا میں اسے واپس نہیں کیا یا معافی نہیں کرالی تو قیامت کے روز ایسا بدبخت آدمی وہی چیز اپنی گردن پر لادے ہوئے رسول ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوگا اور عرض کرے گا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے سہارا دیجئے میں بہت پریشان ہوں تو آپ رحمۃ اللعالمین ہونے کے باوجود انکار کر دیں گے اور اپنے پاس سے دھتکار دیں گے کہ میں تیری مدد نہیں کر سکتا میں نے تجھے دنیا میں بتا دیا تھا کہ خیانت نہ کر اس کا انجام بہت برا ہوگا لیکن تو نے میری بات نہ مانی۔

حدیث نبوی ﷺ ہے: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ دھاگہ اور سوئی تک ادا کر دو اور خیانت سے بچو اس لئے کہ یہ خیانت قیامت کے دن عار اور ندامت کا باعث ہوگی۔ (سنن نسائی)

قیامت کے دن انسان کی اپنی اولاد بھی اس کی بے توجہی اور غفلت کے باعث شکایت کرے گی اس کے پاس پڑوسی کے لوگ بھی دامن گیر ہوں گے جن کو امر بالمعروف اور نہیں عن المنکر نہیں کہا گیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے کہیں گے کہ اے رب! اس نے ہماری خیانت اور حق تلفی کی ہے یہ نمازی پڑوسی اپنی صفائی میں کہے گا کہ خدایا نہ میں نے اس کی خیانت کی ہے اور نہ اس کی حق تلفی کی ہے وہ بے نمازی کہے گا کہ خدایا یہ سچ کہتا ہے لیکن اس

نے مجھے گناہوں سے نہیں روکا اس لئے اس نے میری خیانت اور حق تلفی کی ہے حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: قیامت کے روز ایک شخص اپنے پڑوسی کے دامن کو پکڑ کر اللہ کے سامنے فریاد کرے گا اے رب اس نے میری خیانت کی وہ کہے گا اے میرے رب تیری عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس کے اہل وعیال اور مال میں کوئی خیانت نہیں کی ہے تو وہ شخص کہے گا یہ سچ کہتا ہے لیکن اس نے مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھا تو مجھے اس نے نہیں روکا۔ (کتاب الصلوٰۃ و مایلزم لھا الامام احمد بن حنبلؒ)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خیانت ایک دینی اور اخلاقی جرم ہے اس کے مرتکبین کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب ہے۔ جو لوگ شعوری یا غیر شعوری طور پر اس جرم میں مبتلا ہیں ان کو اپنے انجام بد کے سلسلے میں سوچ کر تائب ہو جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کی خیانت سے بچائے آمین۔

☆☆☆

فقہ وفتاویٰ

جہیز اور تنہا عورت کے سفر کرنے کا حکم

● عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی (کاندیولی)

سوال:- شادی سے قبل یا شادی کے وقت دولہا کی جانب سے دولہن کے سرپرستوں سے مطالبات کرنا جسے جہیز وغیرہ کا نام دیا جاتا ہے شرعا کیسا ہے، وضاحت فرمائیں؟

جواب: شادی میں جہیز وغیرہ کا مطالبہ کرنا یا اس کی لالچ کرنا دراصل یہ رسم ہمارے ہندوستانی سماج میں غیر مسلموں بالخصوص ہندوؤں سے درآئی ہے شریعت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے، شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ اس سلسلے میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ''شادی سے قبل رشتہ کی بات چیت کرتے وقت لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی کے سرپرستوں سے کسی بھی چیز کا مطالبہ کرنا اور رشتہ کی منظوری کو اس پر معلق اور موقوف کرنا اور یہ کہنا کہ ہماری مانگیں پوری کردی جائیں تب ہمیں رشتہ منظور ہوگا اور ہم اپنے لڑکے کی شادی کریں گے اور اگر ہماری یہ مانگیں پوری نہیں کی گئیں تو شادی نہیں کریں گی، لڑکے والوں کی طرف سے یہ مانگنا اور مطالبہ کرنا اور اس کی ادائیگی کی شرط، خواہ وہ مانگ نقد ہو یا مختلف سامانوں کی یا جائیداد غیر منقولہ (مکان یا زمین) کی ہو بہر حال اس قسم کا مطالبہ اور اس کی ادائیگی پر شادی کو معلق یا موقوف رکھنا عقلاً اور شرعاً ناجائز ہے اور اس طرح کی شرطیں لگانے والے شرعاً گنہگار ہیں۔ لڑکی والوں کی طرف سے رشتہ کی بات چیت کے وقت پیش قدمی کرتے ہوئے لڑکے والوں سے یہ کہنا کہ اگر آپ یہ رشتہ منظور کرلیں اور اپنے لڑکے سے ہماری لڑکی کی شادی کریں تو ہم جہیز میں نقد اور فلاں فلاں از قسم ہائے اشیائے منقولہ وغیر منقولہ دیں گے ان کا یہ وعدہ کرنا بھی شرعاً غلط اور غیر صحیح ہے لیکن اس بنا پر کہ ان کو اپنی لڑکی کے رشتہ کی ضرورت اور طلب ہے اور عام طور پر لڑکے والے بغیر اس کے رشتہ منظور نہیں کرتے اور لڑکیوں کی شادی مشکل سے ہوتی ہے، بنابریں مختلف وجوہ سے وہ ترغیباً اور تحریصاً جہیز کا وعدہ کرتے ہیں، اس مجبوری کی وجہ ان کا جرم فی الجملہ ہلکا ہوجاتا ہے لیکن لینے اور دینے کی یہ رسم چاہے اس کا جو بھی نام رکھ دیا جائے شرعاً ناجائز اور واجب الترک ہے۔ اس کے بعد شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اس کے ناجائز ہونے کے تیرہ وجوہات انتہائی تفصیل کے ساتھ ذکر کئے ہیں جس کا خلاصہ درج ذیل ہیں:

۱- عہد نبوی اور عہد صحابہ میں اس طرح مطالبات یا پیش قدمی کا بالکل وجود نہیں تھا اس لئے ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کا عمل ہے۔

۲- شوہر قوّام ہے اس لئے شادی کا خرچ اور بوجھ اس پر رکھا گیا ہے اس لئے لڑکی والوں پر اس طرح کا بوجھ ڈالنا یا مطالبہ کرنا شریعت کے منشا کے خلاف ہے۔

۳- جہیز لڑکیوں کو میراث سے محروم کرنے کا ایک ذریعہ ہے جو کہ غیر مسلموں کی نقالی ہے اور اسلامی قانون وراثت کے بالکل خلاف ہے۔

۴- جہیز لڑکی والوں کو بے جا قرض، مالی پریشانی اور اقتصادی

تباہی سے دوچار کرنے کا ذریعہ ہے۔

۵-جہیز اسراف وتبذیر ہے اور اسراف وتبذیر شرعاً ممنوع ہے۔

۶-جہیز ریا ونمود کا ذریعہ ہے اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔

۷-جہیز دوسروں کا مال بلا رضا مندی اور خوشی کے لینے کا ذریعہ ہے اور شرعاً یہ درست نہیں ہے لا یحل مال امرء مسلم الا بطیب نفسه۔

۸-جہیز فضول اور بے ضرورت چیزوں میں پیسہ صرف کیا جانا ہے۔

۹-یہ شوہر کی قوامیت اور مردانگی کے خلاف ہے کہ وہ دوسرے کے مال کی طرف نگاہ اٹھائے یا لالچ کرے۔

۱۰-غریبوں کی شادی میں جہیز ایک بڑی رکاوٹ ہے بسا اوقات یہ غلط کاری اور عزت وآبرو کی نیلامی کا سبب بن جاتے ہیں اور خاندان کے لئے عذاب اور مصیبت ہو جاتے ہیں۔

۱۱-غیر لازمی چیز کو اعتقاداً یا عملاً اپنے اوپر لازم کرنا شرعاً جائز نہیں اور یہ شیطان کی اتباع ہے اور جہیز کا معاملہ ایسے ہی ہے۔

۱۲-حضرت فاطمہ کی شادی میں آپ ﷺ نے چند گھریلو سامان دیا تھا وہ جہیز کی مروجہ رسم کے طور پر ہرگز نہیں بلکہ اس لئے تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھی آپ ہی سرپرست اور ولی تھے۔ اس لئے حضرت فاطمہ کی شادی کے موقع پر آپ ﷺ کی طرف سے دونوں کو جو کچھ دیا گیا اس کو جہیز کی مروجہ ملعون رسم کے ثبوت میں پیش کرنا بالکل غلط اور نادرست ہے۔

۱۳-جہیز کی لالچ اور وعدہ وعید میں شادی کے بعد رشتے عموماً بگڑ جاتے ہیں اور اعتماد ٹوٹ جاتے ہیں اس لئے یہ درست نہیں۔ اس لئے عوام وخواص کو اس سے بچنا چاہئے۔

(دیکھئے: فتاویٰ شیخ الحدیث: ۲/۲۴۵-۲۴۸)

سوال: عورت کا تنہا سفر کرنا شرعاً کیسا ہے؟ کیا ریلوے، ہوائی جہاز یا دیگر وسائل سفر سے عورت تنہا سفر کر سکتی ہے؟ واضح کریں؟

جواب: کسی مسلمان عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ بلا محرم کے سفر کرے جیسا کہ حدیث رسول میں ہے "لا تسافر امراة الا مع ذی محرم" ترجمہ: کہ کوئی بھی عورت بلا محرم کے سفر نہ کرے" (بخاری/کتاب الحج/حج النساء رقم: ۱۷۲۹، مسلم/الحج/سفر المرأة مع محرم الی الحج رقم: ۲۳۸۴)

اور دوسری روایت میں ہے کہ "لا یخلون رجل بامراة ومعها ذو محرم ولا تسافر المرأة الا مع ذی محرم" ترجمہ: کہ کوئی بھی عورت کسی مرد سے خلوت وتنہائی میں نہ ہو مگر یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو اور کوئی بھی عورت سفر نہ کرے مگر یہ کہ محرم کے ساتھ ہو۔ ایک آدمی کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میری عورت حج پر نکلی ہے اور میں نے فلاں فلاں غزوے میں نام درج کرالیا ہے تو آپ نے فرمایا: "انطلق فحج مع امرأتك" کہ تم جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ (صحیح بخاری/الحج/حج النساء رقم ۱۷۲۹، صحیح مسلم/کتاب الحج/سفر المرأة مع ذی محرم رقم: ۲۳۹۱ واللفظ للمسلم)

چنانچہ معلوم ہوا کہ ہر وہ سفر جو عرف میں سفر مانا جاتا ہے اس میں کسی مسلمان عورت کا بلا محرم کے سفر کرنا حرام ہے کیونکہ سفر میں محرم کے رہنے سے عزت وآبرو کی حفاظت اور اس طرح پیش آمدہ معاملات میں صیانت ودیکھ بھاک ہو سکتی ہے اور محرم سے مراد اس کا شوہر یا اس کے علاوہ وہ لوگ ہیں جن سے قرابت، رضاعت یا سسرالی رشتہ کی وجہ سے ہمیشگی کے لئے عورت کا نکاح حرام ہے۔

بنا بریں عورت چاہے جوان ہو یا بوڑھی ہو تنہا ہو یا عورتوں کی جماعت کے ساتھ کسی بھی شکل میں بلا محرم کے سفر کرنا اس کے لئے جائز اور درست نہیں ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ: ۱۷/۳۲۱)

گوشۂ طب

ہڈی توڑ بخار/حمی دنج
DENGUE FEVER

● پروفیسر ڈاکٹر عبدالمبین خان - سابق پرنسپل طبیہ کالج ورسوا، ممبئی

تعریف:Defination

یہ ایک حاد قشمی متعدی بیماری ہے جس میں مریض کو شدید بخار، عضلاتی درد، عظم غدہ لمفاوی، گلے میں خراش وجریان الدم کی استعداد وعلامات پائی جاتی ہے۔

اسباب:Causes

یہ ایک قشمی مرض ہے۔(Viral Disease) ہے جو Dengue نامی قشب (Virus) کے ذریعہ ہوتا ہے جو Flavi Virus کے گروہ سے تعلق رکھتا ہے اس کی چار قسمیں ہیں قسم اول(Type-1)، قسم دوم (Type-2)، قسم سوم(Type-3)، قسم چہارم(Type-4) یہ چاروں طرح کے قشب DengueFever, پھیلاتے ہیں۔ یہ بیماری Aedes Eqypti نامی مچھر کے کاٹنے سے پھیلتی ہے۔

مدت حضانت:Incubation Pesiod

ایک سے سترہ دن ہے۔(1-17 days)

تعدیہ کے ذرائع:Mode of Infection

Dengue Virus ایک RNA Virus ہے، Aedes Aqypti مچھر کے کاٹنے سے پھیلتا ہے، انسانی جسم میں پہلی بار Virus کے دخول کی وجہ سے Dengue Fever ہوتا ہے، جب کبھی دوسری مرتبہ Virus کا حملہ ہوتا ہے تو وہ شدید قسم کا ہوتا ہے۔ اور یہ Dengue Heammorrhage یا Dengue Shock Syndrome کہلاتا ہے۔ پہلی دفعہ تعدیہ کے نتیجے میں جو جسم مضاد(Antibody) پیدا ہوتے ہیں، وہ اتنے کافی نہیں ہوتے کہ دوسری مرتبہ ہونے والے تعدیہ سے مریض کو بچاسکیں۔ اس مرض میں خون میں Antigen-Antibody Complex پیدا ہو جاتا ہے، جس کے نتیجے میں عروق شعریہ سے سائل دموی(Plasma) رسنے لگتا ہے۔

اس کے علاوہ اس کے نتیجے قلت صفات دمویہ (Thrombocytopenia) Capillary damage اور گرد

میں Multiple Focal Infection بھی ہو جاتا ہے۔

Types of Dengue Fever

1) Simple Dengue fever
2) Classical Dengue Fever
3) Dengue Heamorrahagic fever
4) Dengue Shock Syndrome

Simple Dengue Fever

اس قسم میں مریض کو ہلکا بخار ہوگا، اس کے ساتھ ساتھ بدن میں درد بھی پایا جاسکتا ہے کبھی کبھی درد نہیں ہوتا یا بہت ہلکا ہوتا ہے اس کے علاوہ مرض میں اور دوسری علامات نہیں پائی جاتی اسی بناء پر Simple Dengue fever کی اس مرحلے پر تشخیص کرنا مشکل ہوتا ہے۔

Classical Dengue Fever

اس قسم میں پہلے قسم کے مقابلہ میں مریض کو شدید عضلاتی درد (Muscularpain) جوڑوں کا درد (Joint pain) اور نقاہت پائی جاتی ہے، اس کے علاوہ عقبی عینی درد (Retoo-Orbital pain)، عظیم غدہ لمفاوی (Lymphadenopathy) خارش (Pruritus)، ایلامی عظم طحال وعظم کبد (Hepato Spleenomegaly Tenderness) پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسے مریضوں میں دوسری علامات مثلاً گلے میں خراش (Sore Throat) پیٹ میں درد، قبض، فرط الحس (Hyperaesthesia) داغ ودانے دار طفحیات (MaCulo Papular Rashes) بھی پائے جاتے ہیں جو عام طور سے مریض کے پیٹ یا سینے پر ملتے ہیں اور یہ طفحیات تعدیہ کے دوسرے دن دکھائی دیتے ہیں۔

کبھی کبھی ایسے مریض میں جریان الدم کا رجحان (Bleeding Tendency) پایا جاتا ہے ذرا سی ضرب لگنے سے Bruises کی صورت پیدا ہوجاتی ہے یا پھر درون وریدی انجیکشن دینے کی صورت میں بھی جریان الدم پایا جاتا ہے۔ Tourniquet test مثبت ہوتا ہے لیکن Spontaneous Bleedling نہیں پائی جاتی۔

Dengue Haemorrhagic fever

Dengue fever کی اس قسم میں مریض میں Classical Dengue fever کی تمام علامات کے ساتھ لثہ دامیہ (Bleeding from Gums)، نکسیر (Epistaxis) جیسی روداد ملتی ہے۔ اس کے علاوہ بول الدم (Haematuria) معدی ومعوی جریان الدم (Gashrointestinal bleeding) بھی پایا جاتا ہے۔ اس میں بھی "Tourniquet test" مثبت ملے گا۔

Dangue shock Syndrome

Dengue Haemorrhagic میں مبتلا کچھ مریض Dengue Shock Syndrome میں چلے جاتے ہیں جس

کی علامات درج ذیل ہیں۔

علامات:

۱-بخار اتر جاتا ہے۔

۲-مریض کو پسینہ آتا ہے۔

۳-مرکزی واطرافی نیلگونی(Central & Pecipheral cyanosis پائی جاتی ہے۔

۴-نبض ضعیف وغیر متواتر ہوتی ہے۔

۵-حرکات قلب سست ہو جاتی ہے۔

۶-ضغط الدمBlood Pressure میں کمی پائی جاتی ہے۔

۷-مریضMetabolic Acidosis میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اگر صدمہ کا علاج نہ کیا جائے تو مریض کی موت واقع ہوسکتی ہے۔

تفتیش(Investigation)

۱-خون کی مکمل جانچ کرائیں۔(CBC)

۲-Platetlet Count خاص طور سے دیکھیں۔

۳-اگرPlatelets کی تعدادOne lakh سے کم ہوتوDengue fever کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔

۴-Blood examination of dengue / Specific I gram Antibody

حفظ ماتقدم:Prevention

اس مرض سے بچنے کے لئے حفظ ماتقدم کے طور پر جو ٹیکہ (Vaccine) لگایا جاتا ہے اسےLive Dengue Vaccine کہا جاتا ہے۔

علاج:Treatment

Dengue fever کی پہلی اور دوسری قسم میں علامات کو مدنظر رکھ کر علاج کریں۔ بخار اور درد کی صورت میں کوئی اچھی دافع حمی اور دافع درد دوا استعمال کرائیں۔

نوٹ:Aspirin کا استعمال ممنوع ہے کیونکہ اس سے جریان الدم کی استعداد بڑھ جائے گی۔

اگر مریضDengue Haemorrahaqica یاDengue Shock Syndrome میں مبتلا ہو گیا ہے تو انتقال الدمBlood Transfusion, platelef Transfusian کریں مریض کو صدمے سے بچانے کے لئے درون وریدی

Haemacele جیسے کہ Synthetic plasma Expandees یا 5% DNS ((Inlra Vanus جس کی مقدار 20ml body weight /per Kg ہے اور یہ تب تک دیتے رہیں جب تک ضغط الدم (B.P.) طبعی نہ ہوئے۔

نوٹ Dengue Shock Syndrome میں شرح اموات بہت بڑھ جاتی ہے۔

1- Undifferentiated fever mied febrile illness in young children often with respiratory symptoms.

Symptomatic

2- Dengue fevr syndrome (break bone fever) in adults, Usually lasts(4-10 days) may be Complicated by bleeding.

Rx - Symptomatic Treatment.

3- Dengue hemorrahagic fever (DHF), Dengue Shock eyndrome (DSS)

a) close Monitoring for atteast 48 hrs.

b) Rapid Iv fluids & Electrolytes, plasma or plasma colloid.

preparation if hematocrit remains elevated after blood replacement.

c- Diureties may be necessary.

D- If Sever bleeding: fresh frogen plasma & platilets be given.

یونانی علاج:

مبرد اور مسکن ادویہ دیں۔ مقویات اور قوتوں کی حفاظت کریں۔ آرام اور سکون فراہم کرائیں۔ مقوی اور زود ہضم اغذیہ دیں۔ محرک اور مصالحہ دار اغذیہ سے پرہیز کرائیں۔

۱-قرص کافور۔۲ عدد صبح وشام دیں اور مقویات کے طور پر خمیرہ مروارید سادہ ۷ ماشہ دیں۔

۲-لعاب بہدانہ ۳ ماشہ، شیرہ عناب ۵ دانہ، شیرہ عناب ۵ دانہ، شیرہ گل نیلوفر ۵ ماشہ عرق گاؤزباں میں نکال کردیں۔ عرق گلاب ۳ تولہ، عرق بیدمشک ۳ تولہ، عرق کیوڑہ ۳ تولہ ملا کر پلائیں۔

۳-خمیرہ صندل ۷-۷ ماشہ ہمراہ قرص طباشیر کافوری ۲-۲ عدد دیں۔

☆☆☆

آئینۂ جماعت

جماعتی سرگرمیاں

● دفتر صوبائی جمعیت

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اوراس کی ضلعی ومقامی جمعیات کی جانب سے شہر ممبئی اور مضافات میں مختلف دعوتی پروگرام منعقد ہوتے ہیں جن میں جماعت کے علماء، اعیان اوراسی طرح عوام الناس کی ایک بڑی تعداد شرکت کرتی ہے۔ ذیل میں مختلف جمعیتوں کی زیرنگرانی منعقد ہونے والے پروگرام کی تفصیل درج ہے۔ (ادارہ)

کاندیولی:

ایکتا نگر چارکوپ میں اجلاس عام وتعلیمی مظاہرہ:

مدرسہ اصلاح المسلمین السّلفیہ ومسجد اہل حدیث ایکتا نگر کاندیولی (ویسٹ) کی جانب سے ضلعی جمعیت اہل حدیث حلقہ اترممبئی کی زیرنگرانی ایک عظیم الشان اجلاس عام کا انعقاد ۲۵/ مارچ ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عصر تا ۱۱/ بجے شب کیا گیا۔ پروگرام کی صدارت شیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ (امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) اورنظامت کے فرائض مدرسہ ھذا کے صدر مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی نے انجام دیئے، سب سے پہلے مدرسہ کے طلباء وطالبات کا تعلیمی مظاہرہ پیش کیا گیا جس میں سالانہ انجمن میں پوزیشن حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں نے تقاریر اور نظمیں پیش کیں اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا جس میں مولانا عبدالجبار سلفی رحفظہ اللہ نے ''تربیت اولاد'' اور مولانا سعید احمد بستوی رحفظہ اللہ نے ''تعلیم کی اہمیت اور مولانا عبدالحکیم المدنی رحفظہ اللہ نے ''دعوت وتبلیغ اور ہماری ذمہ داری'' کے عناوین پر جامع خطابات کے درمیان معزز مہمانوں کے ہاتھوں مدرسہ کے طلباء وطالبات کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ بعدہ گجرات سے تشریف لائے ہوئے مہمان خصوصی شیخ محمد شعیب جونا گڈھی رحفظہ اللہ نے توحید اوراس کے ثمرات پر پرمغز خطاب فرمایا۔ بعدہ صدر اجلاس مولانا عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ نے مسلک اہل حدیث کی صداقت پر دلنشین گفتگو فرما کر سامعین کے دلوں کو جیت لیا اور پھر اجلاس کے آخری خطیب ومہمان مقرر مولانا جلال الدین قاسمی رحفظہ اللہ نے شرک کی خرابیاں کے عنوان پر جامع خطاب فرمایا۔ اجلاس ھذا کو شہر ممبئی کے جید علماء حافظ افضل حسین سلفی، مولانا الطاف حسین فیضی، مولانا مجاہد صاحب، مولانا عبدالجلیل مکی، مولانا عبدالستار سراجی، مولانا ضمیر مدنی اور کانگریس کے فعال وباعزم ایم ایل اے جناب اسلم شیخ (مالونی) اوران کے رفقاء کار اختر ملک اور دیگر عمائدین نے رونق بخشی، عورتوں کی ایک بڑی تعداد شریک اجلاس تھی، تقریباً کم وبیش چار ہزار سے زائد لوگوں نے اس پروگرام سے فائدہ اٹھایا۔

ضلع اترممبئی چارکوپ کاندیولی:

ضلعی جمعیت اہل حدیث اترممبئی کے زیراہتمام ماہ اپریل میں درج ذیل مقامات پر دعوتی پروگرام منعقد گئے۔

۱۔ مسجد اہل حدیث ومدرسہ دار الفلاح السّلفیہ ہنومان نگر کاندیولی (ایسٹ) میں بتاریخ یکم اپریل ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد

نماز مغرب تا ۱۰ر بجے شب ایک دعوتی واصلاحی پروگرام کا انعقاد عمل میں آیا۔

جس میں مولانا عبدالاحد اثری امام مسجد مذکور اور مولانا ضمیر احمد مدنی (جامعہ رحمانیہ کاندیولی) مولانا سعید احمد بستوی (نائب امیر صوبائی جمعیت) اور مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی (ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث حلقہ اتر ممبئی) نے مختلف عناوین پر مغز وجامع خطابات کئے۔ مردوں کے علاوہ عورتوں کی ایک بڑی تعداد بھی شریک پروگرام تھی۔

۲-مسجد اہل حدیث و مدرسہ دارالعلوم اسلام کمپاؤنڈ کاندیولی (ویسٹ) میں بتاریخ ۱۵ر اپریل زیر صدارت مولانا الطاف حسین فیضی بروز اتوار بعد نماز مغرب تا عشاء ایک دعوتی واصلاحی پروگرام کا انعقاد عمل میں آیا۔ پروگرام کی نظامت مولانا اختر رحمانی امام مسجد مذکور نے کی، مولانا عبدالعزیز رحمانی (گوونڈی) نے "شرک" مولانا ضمیر احمد مدنی نے "تقویٰ اور نماز، مولانا عبدالجبار سلفی نے "فتنۂ ابلیس" اور ناظم ضلعی جمعیت مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی نے "با مقصد مسلمان" کے عناوین پر دلنشین تقریریں اور نصیحتیں کیں، ایک بڑی تعداد نے پروگرام سے فائدہ اٹھایا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

۳-مسجد اہل حدیث و مدرسہ اصلاح المسلمین السّلفیہ ایکتا نگر چارکوپ میں ضلعی جمعیت اتر ممبئی کی زیر نگرانی ہفتہ واری پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں جس میں ماہ مارچ اور اپریل کے شیڈول کے تحت (اساتذہ مدرسہ) مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی، مولانا محمد عرفان سلفی، مولانا حافظ حسین احمد رحمانی، مولانا عبارت حسین رحمانی اسی طرح جامعہ رحمانیہ کاندیولی کے استاد مولانا عبدالحق فیضی حفظہم اللہ نے ہر ہفتہ کی اتوار بعد نماز مغرب مصلیان مسجد کو درس قرآن اور درس حدیث سے مستفیض فرمایا۔

ضلعی جمعیت اتر ممبئی کے زیر اشراف ہفتہ واری دروس اور دعوتی پروگرام کو اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

جوگیشوری (ویسٹ):

ضلعی جمعیت اہل حدیث نارتھ ویسٹ ممبئی کا ایک روزہ دینی وتربیتی اجتماع بتاریخ یکم اپریل ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عصر تا مغرب مدرسہ محمدیہ و مسجد گلشن نگر جوگیشوری (ویسٹ) میں منعقد ہوا جس میں شیخ عبدالحکیم مدنی، شیخ سعید احمد بستوی، شیخ محمود الحسن فیضی نے مختلف موضوعات پر سامعین سے خطاب کیا نظامت کی ذمہ داری شیخ محمد ایوب اثری نے انجام دیا الحمدللہ مردوں کے ساتھ عورتوں نے بھی کافی تعداد میں حصہ لیا۔

ملاڈ، مالونی:

مقامی جمعیت اہلحدیث مالونی کا ماہانہ اجتماع یکم اپریل ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عصر تا ۱۰ر بجے شب بمقام مسجد اہلحدیث و محمدی مدرسہ چیریٹبل ٹرسٹ مالونی گیٹ نمبر ۸ ملاڈ زیر صدارت مولانا عبدالجبار سلفی منعقد ہوا۔ جس میں مولانا محمد عاطف سنابلی اور مولانا عبدالرب رحمانی حفظہم اللہ نے مختلف عناوین پر خطاب کئے۔ اس کامیاب پروگرام کی نظامت مولانا ابوالکلام سلفی نے کی۔

بھیونڈی:

جامعۃ التوحید کا سالانہ اجلاس اختتام پذیر:

۱۳ر اپریل کو 'جامعہ کیمپس' میں 'نادی' کی جانب سے جامعۃ التوحید اور توحید اردو پرائمری اسکول کا آٹھواں سالانہ اجلاس منعقد کیا گیا، جس میں مختلف سماجی، دینی اور علمی شخصیتوں نے شرکت فرمائی۔ نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی صدارت میں بعد نماز مغرب مجلس کا آغاز کیا گیا جو رات ۱۱ر بجے

تک بحسن وخوبی جاری رہا۔ تلاوت کلام ربانی اور حمدیہ کلام کے بعد طلباء گروپ نے جامعۃ التوحید کا ترانہ پیش کیا۔ بعد ازاں تقریری سلسلے کی شروعات ہوئی۔ اردو، ہندی، عربی، انگریزی اور مراٹھی زبانوں میں خوبصورت پیشکش کے ذریعہ بچوں نے سامعین کا دل جیت لیا۔

اس کے بعد 'علم' کے عنوان سے انچارج اقرا انٹرنیشنل اسکول فضیلۃ الشیخ مقیم فیضی نے ایک پر مغز خطاب فرمایا۔ بعد ازیں ڈائریکٹر جامعۃ التوحید فضیلۃ الشیخ محمد خالد جمیل مکی نے مختصر سالانہ رپورٹ اور استقبالیہ پیش کیا۔ اس کے بعد تقسیم انعامات کی باری آئی۔ اس موقع پر سالانہ امتحان، تقریری مقابلوں اور کھیل مقابلوں کے علاوہ دیگر شعبۂ جات میں عمدہ کارکردگی پیش کرنے والے طلباء کو گراں قدر انعامات سے نوازا گیا۔ تقریباً کل ۴۰؍ ہزار روپوں کے انعامات تقسیم کئے گئے، علاوہ ازیں سامعین کی جانب سے بھی مختلف بچوں کو تقریباً ۱۰؍ ہزار روپوں کے انعامات دیئے گئے۔

جامعہ کے شعبۂ حفظ کے ۲؍ طلباء فضیلۃ الشیخ الطاف فیضی کے بدست دستار حفظ سے سرفراز کئے گئے۔ تقریب میں تشریف فرما تمام علمائے کرام نے پروگرام کے تعلق سے اپنے اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔ جنید مدنی، سعید احمد بستوی اور انصار زبیر محمدی وغیرہم نے جامعہ کی کارکردگی کو سراہا۔

بھیونڈی سے مرد وزن کی ایک بڑی تعداد نے اجلاس کو آخر تک سماعت کیا۔ جماعت کے تمام احباب وارا کین بھی موجود رہے۔ نظامت کے فرائض شعبان بیدار صفوی نے انجام دیئے۔

نیرل:

جمعیت اہل حدیث تھانہ ضلع کی زیر سرپرستی مختلف مقامی حلقوں میں پروگرام ودروس ہوتے ہیں جن سے کافی تعداد میں عوام استفادہ کرتی ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

ایڈین اکیڈمی اسکول کے زیر اہتمام ''اصول ثلاثہ'' ودیگر کتب عقیدہ کا درس ہر ہفتہ بروز جمعہ ہوتا ہے جس میں اسکول کے اساتذہ وذمہ داران وطلبہ ودیگر مقامی احباب شریک ہوتے ہیں درس کے فرائض مولانا اشفاق احمد سنابلی (داعی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی انجام دیتے ہیں۔ فی الوقت ابن تیمیہؒ کی مایہ ناز کتاب ''العقیدۃ الواسطیۃ'' کا درس شروع ہے۔

۱۶؍اپریل ۲۰۱۲ء بروز سوموار تا ۳؍مئی ۲۰۱۲ء اقرا دی ترتھ نیرل کے زیر اہتمام عصری علوم کے طلباء کے لئے میری لینڈ سوسائٹی سیکٹر ۲۳ نیرل میں اسلامک سمر کیمپ کا انعقاد کیا گیا ہے یہ سمر کیمپ میں صحیح اسلامی عقیدہ، ارکان ایمان، طہارت ونظامت کے مسائل، فضائل اعمال، سیرت رسول اللہ ﷺ، سیرت سلف صالحین جیسے ہم کورسیز شامل ہیں۔

طلباء کے لئے یہ سمر پروگرام سوموار، بدھوار، سنیچر صبح ۱۰؍ بجے تا دوپہر ۱۲؍ بجے تک ہوتا ہے۔ اس اسلامک سمر کیمپ میں تقریباً ۷۰؍ طلبہ شامل ہیں۔ اس سمر کیمپ کی نگرانی ودرس کے فرائض مولانا اشفاق احمد سنابلی داعی صوبائی جمعیت انجام دیتے ہیں۔

جوہوگلی اندھیری:

مدرسہ محمدیہ ومسجد اہل حدیث جوہوگلی اندھیری کا ماہانہ اجتماع بتاریخ ۲۹؍اپریل ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز مغرب تا عشاء مسجد اہل حدیث جوہوگلی اندھیری ویسٹ منعقد ہوا جس میں مولانا محمود الحسن فیضی (استاد جامعہ رحمانیہ کاندیولی) اور مولانا اشفاق احمد سنابلی (داعی صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی نے مختلف عناوین پر خطاب کئے، سامعین کی کثیر تعداد نے پروگرام سے استفادہ کیا۔

ممبرا:

ضلعی جمعیت اہل حدیث ممبرا کے زیراہتمام ایک عظیم الشان اجلاس عام بتاریخ ۲۹/اپریل ۲۰۱۲ء بروزاتوار بعد نماز عصر تا ۱۰/بجے شب بمقام مدرسہ ومسجد فیض عام کوسہ ممبرا زیر صدارت مولانا عبدالسلام سلفی (امیر صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی) منعقد ہوا۔ اجلاس عام دونشستوں پر مشتمل تھا، پہلی نشست مسجد اہلحدیث فیض عام میں منعقد ہوئی۔ دوسری نشست کا آغاز بعد نماز مغرب عمار کمپلیکس میں ہوا۔ اس اجلاس عام میں شیخ ظفرالحسن مدنی، مولانا عبدالعظیم مدنی، مولانا حمیداللہ سلفی، مولانا محمد مصطفیٰ اجمل مدنی اور مولانا ارشد سکراوی رحفظہم اللہ کے اہم خطابات ہوئے۔ حضرات وخواتین کی کثیر تعداد نے پروگرام سے استفادہ کیا۔

رتناگری-کوکن:

مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریہ سونس، کھیڈ رتنا گیری کی ماہ اپریل ۲۰۱۲ء کی دعوتی وتبلیغی سرگرمیاں:

سلفیت کے فروغ اور اصلاح بین المسلمین کے پیش نظر مرکز کے دعاۃ ومبلغین مسلسل سرگرم عمل رہے ہیں۔

یکم اپریل ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عصر پوفلون گاؤں میں ''نماز کی اہمیت'' کے موضوع پر مولانا ندیم محمدی کا خطاب ہوا۔ اور بعد نماز مغرب کھاڑی گاؤں میں عبداللہ محمد صدیق سنابلی کا خطاب ''اتباع رسول کے موضوع پر ہوا۔

۶/اپریل ۲۰۱۲ء بروز جمعہ شیخ عبدالواحد انور یوسفی نے مہمان خطیب کے طور پر منارہ مسجد سونس میں ''اصلاح بین الناس'' کے موضوع پر خطبۂ جمعہ دیا۔

۸/اپریل ۲۰۱۲ء باغ محلّہ مسجد، سونس میں بعد نماز مغرب ''نماز کے فضائل وبرکات'' کے موضوع پر فضیلۃ الشیخ عبدالواحد انور یوسفی کا خطاب ہوا۔

۹/اپریل ۲۰۱۲ء السورے گاؤں میں کھلے میدان میں بعد نماز مغرب شیخ عبدالواحد انور یوسفی کا ''باہمی خوش خلقی ورواداری'' کے عنوان پر خطاب ہوا۔

۲۲/اپریل ۲۰۱۲ء منارہ مسجد سونس میں ''احساس ذمہ داری'' کے عنوان پر شیخ عبدالواحد انور یوسفی کا خطاب ہوا۔

۲۲/اپریل ۲۰۱۲ء جامع مسجد سونس میں محفل نکاح میں ''خطبۂ نکاح کے برکات وفوائد'' کے موضوع پر مولانا ندیم محمدی کا خطاب ہوا۔

حسب پروگرام ان شاء اللہ تعالیٰ ۲۸/۲۹/۳۰/اپریل کو بالترتیب چوگلے محلّہ کرجی راجویل اور کونڈیل گاؤں پروگرام ہوں گے۔

☆☆☆

دعوت دین کی فضیلت

''اور اس سے اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں، نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی برائی کو بھلائی سے دفع کرو۔ پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہوجائیگا جیسے دلی دوست اور یہ بات انہی کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا۔''

(سورہ فصلت: ۳۳-۳۵)

حلقۂ ادب

عظمتِ اصحاب نبیؐ

انور یوسفی

کیف زا زمزمۂ مدحت اصحاب نبی
راہ بر راہنما سیرتِ اصحابِ نبی

بت پرستی سے جو نکلے ہوئے توحید پرست
قل ھو اللہ احد دعوتِ اصحابِ نبی

تج دیا رب کے لئے دولت و گھر اور وطن
امتحاں سخت تریں ہجرتِ اصحابِ نبی

رب کو مطلوب ہے ایمان صحابہ جیسا
خوب ہے خوب ہے تہنیت اصحابِ نبی

حق نے جب اپنی رضا مندی کا مژدہ بخشا
کیوں نہ بڑھ جائے بھلا وقعتِ اصحابِ نبی

ان سے سندیں ہیں حدیثوں کی نبی تک پہنچی
دینِ حقہ میں ہے اہمیت اصحابِ نبی

ہوگئی قیصر وکسریٰ کی حکومت پامال
چھاگئی ان پہ عجب ہیبت اصحابِ نبی

مشعلِ راہ عمل ان کے بھی اطوار بنے
آگئی راس جنہیں صحبتِ اصحابِ نبی

جن کو ایماں کی حلاوت نے کیا ہے سرشار
دل سے کرتے ہیں وہی عزتِ اصحابِ نبی

سیر گلزار احادیث نبی میں محسوس
اہل فن کرتے رہے نکہت اصحابِ نبی

جو احادیث کی عظمت کے نہیں ہیں قائل
خاک کیا سمجھیں گے وہ عظمتِ اصحابِ نبی

رب کے الطاف وعنایات ہیں ان پر انورؔ
عیش و آرام کا گھر تربتِ اصحابِ نبی

Special Issue "AL-JAMAAH" Mumbai

مطبوعات صوبائی جمعیت

- الارشاد الی سبیل الرشاد
- الحج والعمرة والزيارة
- قیامت کی نشانیاں
- تحفظ سنت کانفرنس ایک تحقیقی جائزہ
- اسلام اور رواداری
- نوجوانوں کو کچھ نصیحتیں
- تراویح آٹھ رکعت
- جماعت اہل حدیث اور آزادی وطن (انگریزی)
- خطاب امام حرم شیخ الشریم
- خطاب ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری
- ایمانی کمزوری کے اسباب وعلاج
- زکاۃ کے مسائل
- فضائل رمضان المبارک
- شرک قرآنی تمثیلات کی روشنی میں
- جماعت اہلحدیث اور آزادی وطن
- فضائل عید الاضحیٰ
- اسلام اور اہنسا (اردو-ہندی)
- قیام رمضان
- عظمت صحابہ ﷺ کے چند پہلو

Published By
SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna wala Compound, Opp. Best Bus Depot. L.B.S. Marg Kurla (W) Mumbai-70
Phone : 02226520077 / Fax: 02226520066